امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۷؍ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳؍اکتوبر ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر:40

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- رفیق ہو فریق نہ ہو
- انسانیت کی خیر خواہی و دردمندی
- عدل وانصاف: معاشرے کے لئے......
- فلسطین کو تنہا سمجھنا اسرائیل کی غلطی ہے
- عظمت رفتہ کی واپسی کا واحد راستہ
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

فلسطین کی موجودہ صورت حال اور ہمارا ردعمل

حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ، سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر

ہم سب پچھلے ڈیڑھ ہفتے سے چوبیس گھنٹے خبروں اور سوشل میڈیا پر مجبور شہریوں کے قتل کی داستان سن اور پڑھ رہے ہیں، بمباری اور اس سے ہونے والی تباہی اور اموات جس میں بچے بڑی تعداد میں شامل ہیں، اس کی ہولناک تصویر ہر روز کئی دفعہ دیکھ رہے ہیں، پوری دنیا کے امن پسند لوگوں کو یہ حیرت بھی ہے کہ دنیا بھر کی حکومتیں جو اپنے آپ کو امن پسند حکومت کہلانے کا شوق رکھتی ہیں ان کا کوئی خاص نتیجہ خیز ردعمل فلسطین کے لیے کیوں نہیں ہے؟ جب کہ ان کی عوام کی تمام تر ہمدردیاں فلسطین کے ساتھ ہیں، مزید برآں ہم میڈیا کی طرف سے ہر روز صریح جھوٹ سن اور پڑھ رہے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طاقت کی دیوانگی میں غاصب حکومت اپنی تشدد پسند فوج کے ساتھ یہ چاہتی ہے کہ نہ صرف قتل کیا جائے بلکہ اسے پوری دنیا کو دکھایا جائے اور دکھا کر یہ بھی ثابت کیا جائے کہ مقتول نے اپنا قتل خود کیا ہے۔

ان سب کو دیکھ کر ایک مؤمن کے دل میں جو شعور پیدا ہوتا ہے وہ غصے کا بھی ہے، ندامت کا بھی ہے، مجبوری کا بھی ہے، بے بسی کا بھی ہے اور جرات کا بھی ہے، اب سوال یہ ہے کہ ہم اس جرات کا، اس غصے کا، اس تکلیف کا کیا کریں؟ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دکھ، یہ تکلیف، یہ غصہ، یہ ناراضگی یہ سب فطری شعور ہیں اور صحیح ہیں، ہمیں اس شعور سے دنیا کو اسلام پر مبنی مبادیات کے حق کو دکھانا ہے، ہمیں خوب یاد رکھنا ہے کہ ہماری نمازیں، ہماری قربانیاں، ہمارا جینا اور ہمارا مرنا صرف اللہ کے لیے ہے (قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الأنعام: 162) یہ ضروری ہے کہ ہم اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ سیکھیں کہ ایک مسلمان اپنی جرات، اپنے غصے، اپنے دکھ اور اپنی تکلیف کو کیسے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے چینلائز کرتا ہے، استعمال کرتا ہے، ساتھ ہی ہمیں اس طریقے کو تلاش کرنا ہے جو اللہ کی رضا جوئی کا ذریعہ اور سبب ہو۔

یہ مناسب وقت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر نگاہ ڈالیں، ہم پائیں گے کہ آپ ایک بے پناہ خوبصورت کردار کے شخص تھے، آپ نرم مزاج تھے، خوش مزاج تھے اور آپ آپ خود کے لیے کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے؛ بلکہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ اللہ کی رضا کے لیے ناراض بھی ہوتے تھے، خاص کر ایسے لوگوں سے جو اللہ کی حد سے تجاوز کرنے والے ہوں، ہم سب اس حدیث کو جانتے ہیں جہاں ایک شخص جس نے پلک جھپکنے کے دوران جو وقفہ ہوتا ہے اس میں بھی اللہ کی معصیت نہیں کی تھی؛ لیکن چونکہ دوسروں کے گناہوں پر ان کے چہرے کا رنگ نہیں بدلتا تھا اس لیے جب ان کی قوم پر اللہ کا عذاب آیا تو اللہ نے انہی سے شروع کرنے کا حکم دیا، تمام جذبات کی طرح غصہ بھی اللہ کے ہدایا میں سے ایک ہدیہ ہے جس کے صحیح استعمال سے ہم اللہ کے قریب ہوتے ہیں، یہ کیا بات ہوئی کہ قرآن کی بے حرمتی ہو رہی ہو اور ہمارے دل کی کیفیت نہ بدلے یا کہیں ظلم ہو رہا ہو اور ہم اسے ٹھیک کرنے کی پہل نہ کریں؛ اگر ہمارے دل کی کیفیت نہیں بدلتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا دل بیمار ہے، دنیا میں کہیں ظلم ہو رہا ہو اور خاص کر کے ابھی جو فلسطین میں ہو رہا ہے اسے دیکھ کر اگر ہمارے دل کی کیفیت نہیں بدل رہی ہے تو ہم بیمار ہیں، ہمیں علاج کی ضرورت ہے۔

خوب یاد رکھئے اسلام ایک صالح نیت اور صالح عمل چاہنے والا امن پسند دین ہے، اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں کہ ہم نے موت اور حیات اس لیے بنائی تا کہ ہم دیکھ سکیں کہ تم میں کون اچھا عمل کرنے والا ہے (الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (الملک:2) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اگر تم میں سے کوئی منکر (غلط) ہوتا ہوا دیکھے تو اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے نہیں روک سکتا تو کم از کم اس کو دل میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے، ہم سب جانتے ہیں کہ مؤمن کا ہر کام عبادت ہو سکتا ہے اگر اس میں دو چیزیں شامل ہوں: پہلی نیت صرف اللہ کے لیے ہو اور دوسری چیز عمل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کی اتباع، یہ اس لیے ضروری ہے کہ ہم غصے کے جذبات کو سمجھیں اور اللہ سبحانہ وتعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کا صحیح طریقے سے استعمال کرنے کی طاقت پیدا کریں، اگر ہمارا دل غصے سے عاری ہے تو یہ بزدلی ہے اور اگر ہم نے صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے غصے پر قابو نہ کیا تو یہ ظلم ہے اور یہ دونوں اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں، ہمیں ان تمام شعور و جذبات کو سمجھنا ہے جس سے کہ ہم اللہ کی بنائی ہوئی اس دنیا میں خلیفۃ الارض ہونے کے ناطے حق قائم کر سکیں؛ کیونکہ اللہ تبارک وتعالی عادل ہیں اور عدل پسند فرماتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دنیا میں عدل قائم ہو: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النحل:90) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (المائدۃ:8) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (النساء: 58) اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ شعور جو ہمارے اندر آ رہا ہے اس سلسلے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ہدایات ہیں؟ ہم سب کو پتہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ مت ہو، غصہ مت ہو، غصہ مت ہو (کئی دفعہ) أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْصِنِي! فَقَالَ: لَا تَغْضَبْ، فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: لَا تَغْضَبْ (أَخْرَجَهُ الْبُخَارِي) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی کو غصہ آ جائے تو اسے وضو کرنا چاہیے اور دوسری جگہ یہ بھی فرمایا کہ غصے کی حالت میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا چاہیے، اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ جس طرح غصہ کے جذبات اور شعور عدل کے قیام کے لیے ضروری ہیں تو اسی طرح غصے کو منضبط کرنا بھی بے پناہ ضروری ہے، یہ سمجھنا بے پناہ ضروری ہے کہ غصے کا استعمال اللہ کی رضا، ظلم کو ختم کرنے اور حق کو قائم کرنے کے لیے کیا جانا ہے، نہ کہ غصے میں بہہ کر تخریب کاری کرنی ہے، اگر ہمارے جذبات اور ہمارے شعور اللہ کے لیے ہیں تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کون سے وسائل استعمال کر سکتے ہیں اور کیسے اعمال کر سکتے ہیں، جن سے اللہ راضی ہوں، ہمیں ہر عمل سے پہلے یہ سوال کرنا ہوگا کہ کیا یہ عمل اللہ تبارک وتعالی قبول فرمائیں گے؟ ہمیں یہ خوب سمجھنا ہوگا کہ اسلام حق اور عدل کا دین ہے، انتقام کا نہیں، خاص کر اگر انتقام عوامی ہو، یہ ہمیں سمجھنا پڑے گا کہ ہمارے شعور اللہ کی امانت بھی ہیں اور مسئولیت بھی ہیں، ان کے غلط استعمال سے نہ صرف ہماری ذات پر آنچ آتی ہے؛ بلکہ امت خطرے میں پڑتی ہے اور ہماری آخرت کی کامیابی پر سوالیہ نشان لگتا ہے، اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی نیت اور عمل کو صاف رکھیں اور اللہ کی ہدآیت کے مطابق کام کریں۔

اکثر لوگ اور قومیں غصے اور جذبات میں اُس دائرے سے باہر چلے جاتے ہیں جہاں اللہ کی رضا ہوتی ہے اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالی نے مسلمانوں کے لیے قانون کا دائرہ بنا دیا ہے، اسلامی قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہی کام کرنا اللہ کی رضا ہے، اللہ تبارک وتعالی حد سے تجاوز کرنے والوں کو کبھی پسند نہیں فرماتے: وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (البقرۃ: 190) اسلام میں نتائج ذرائع کا جواز نہیں بنتے، اسلامی فکر اور دوسرے افکار میں یہ ایک بنیادی فرق ہے (بقیہ صفحہ:۹؍پر)

اچھی باتیں

''تنقید سے پہلے تحقیق، الزام سے پہلے ثبوت، اختلاف سے پہلے دلیل رکھنا اعلیٰ کردار کی علامت ہے ☆ زیادہ مذاق کرنے سے آدمی کی عزت چلی جاتی ہے اور لوگوں سے دشمنی پیدا ہو جاتی ہے ☆ جو شخص تمہارا خونی رشتہ دار نہ ہو پھر بھی تمہیں عزت دے، بے شک وہ تمہارے لیے بہترین دوست ہے ☆ وقت جب فیصلہ کرتا ہے تو گواہوں کی ضرورت نہیں پڑتی ☆ عقل گھر بیٹھ کر بادام کھانے سے نہیں آتی یہ باہر جا کر ٹھوکریں کھانے سے آتی ہیں، انسان جتنا آن لائن ہوتا جا رہا ہے، انسانیت اتنی ہی آف لائن ہوتی جا رہی ہے، ملاوٹ کے اس دہر میں اگر اصل زہر چاہیے تو وہ صرف لوگوں کے دلوں میں ملے گا۔'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''جب تک بادشاہان وقت شاہی خزانے کی ایک کرنسی بھی اپنی ذات پر خرچ کرنے سے قبل ہزار بار سوچتے رہے، جب تک رات رات میں گھوم کر اپنی سلطنت کے غریبوں اور کمزوروں کی دادرسی کرتے رہے اور شب کی تاریکیوں میں اللہ کے سامنے گڑگڑاتے رہے جب تک مسلمان تاجر کھرا سامان بیچتے رہے، پورا سے کچھ زیادہ تولتے رہے، جب تک عوام سچ بولتے رہے، منصف انصاف کی علامت بنا رہا، پورے سماج میں اللہ کا خوف غالب رہا، دین ذاتی مفاد کا وسیلہ نہیں رہا، تب تک حکومتیں قائم ہوتی رہیں۔'' (قومی تنظیم اداریہ ۱۷؍اکتوبر ۲۰۲۰)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

نیکی کبھی ضائع نہیں جاتی

ارشاد باری تعالیٰ ہے: جولوگ خوشحالی میں بھی اور بدحالی میں (اللہ کے لئے) مال خرچ کرتے ہیں اور جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کردینے کے عادی ہیں، اللہ ایسے احسان کرنے والوں (نیک لوگوں) کو پسند کرتا ہے'' (آل عمران:۱۳۴)

مطلب: یادرکھئے کہ نیکی کبھی ضائع نہیں جاتی، وہ ہمیشہ اچھے نتائج پیدا کرتی ہے، مگر وہ نیکی جو دکھاوے کے لئے کی جائے وہ بے شک ضائع ہو جاتی ہے، بہت سے لوگ نیک عمل شہرت، ریا و نمود کے لئے کرتے ہیں، تاکہ لوگ انہیں نیکوکار سمجھیں، یہ ریاکاری ایک طرح کا فتنہ ہے، جو اس سے بچ گیا اس نے اپنے دین کو بچا لیا، حکم یہ ہے کہ صدقہ وخیرات اور زکوۃ کا مال چھپا کر دینا چاہئے، البتہ عطیات علانیہ دئے جاسکتے ہیں، تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو، اگر ہر انسان یہ عہد کرلے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق جہاں ضرورت پڑے اور موقع ملے تو دوسروں کی مدد ضرور کرے گا اور ضرورت مندوں کی چھوٹی بڑی ضروریات حل کرنے میں تعاون کرے گا، اللہ نے احسان و بھلائی کی بہت سی صورتیں رکھی ہیں، اللہ کے بندوں کی مشکلات کو دور کرنا، ان پر احسان کرنا بھی صدقہ ہے، کسی شخص کو جانور پر یا اس کا سامان لادنے میں مدد کرنا بھی صدقہ ہے، کسی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، صدقہ دراصل بھلائی واحسان ہے، جو انسانی اوصاف کے اعلیٰ ترین مدارج ہیں، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ پیسے والے تو صدقہ کرتے ہیں، مگر جس کے پاس مال نہ ہو اس کا کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: وہ محنت کرے، کچھ مال کمائے اس میں سے خود بھی رکھے اور صدقہ بھی دے، عرض کیا کہ اگر یہ نہ ہوسکتے تو فرمایا کہ کسی حاجت مند کی مدد کرے، عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو نیک بات بتلا دے، سوال کرنے والے صحابی نے دریافت کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تب کیا کیا جائے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو تکلیف نہ پہونچا کہ یہ بھی صدقہ ہے، اس لئے حکم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو، کوئی تمہیں کچھ دے تو کوشش کرو کہ تم بھی اسے کچھ دو، شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے خوشحال وفراخی عطا فرمادیں۔

لہذا ہم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ کمزوروں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کریں، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں لکھا کہ نظام عالم کی درستی اور انسانی معاشرے کی اصلاح کا سب سے بڑا دارومدار باہمی حقوق کی ادائیگی پر ہے، یہی وجہ ہے کہ مومنین ومتقین اور اللہ کے مقبول بندے دوسرے انسانوں کو نفع پہونچانے کی فکر میں رہا کرتے ہیں، خواہ ان پر فراخی ہو یا تنگی، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک وقت ایک انگور کا دانہ خیرات میں دیا، کیونکہ اس وقت ان کے پاس اس کے سوا کچھ نہ تھا، گویا جو صدقہ وخیرات حسن نیت کے ساتھ کئے جاتے ہیں، اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدرومنزلت ہوتی ہے، اللہ نے اس صفت کو جنتیوں کی صفات میں شمار کیا ہے، ارشاد ربانی ہے کہ جولوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے، اس لئے آپ بھی اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کیجئے، اللہ آپ کے مال وکاروبار میں برکت عطا فرمائیں گے، اللہ ہماری مدد کرے گا۔

کسی کو حقیر اور کمتر مت سمجھئے

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے'' (ترمذی شریف)

مطلب: انسانی زندگی کا امتیاز دراصل انس ومحبت، ہمدردی وخیر خواہی سے ہے، اسی سے انسان ایک عظیم انسان بنتا ہے اور عظمت وبلندی کا تاج اس کے سر پر جلوہ آرا ہوتا ہے، آپ تھوڑی دیر کے لئے اپنی زندگی کو خیر وبھلائی کے بے مثال جوہر سے الگ کردیجئے اور دیکھئے کہ آپ میں اور عام انسانوں اور جانوروں میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے، فرض کیجئے کہ آپ لوگوں کی عزت پر حملہ کرنے لگیں، انہیں حقیر وکمتر سمجھنے لگیں تو لوگ آپ سے دور بھاگیں گے اور آپ کو بدخلق اور متکبر انسان کہیں گے، کیونکہ آپ نے ان کے آئینہ دل کو ٹھیس پہونچایا، اسی لئے اسلام نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ مسلمانوں کو کشادہ دل بننے کی تاکید کی اور کہا کہ مومن کامل وہی ہے جو اپنے لئے پسند کرے وہی چیز دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرے، تاکہ اس سے دونوں کے درمیان محبت اور خیر خواہی کا جذبہ ابھر سکے، ممکن ہے کہ ایسا کرتے وقت دل پر شاق گذرنے لگے لیکن اگر انسان کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرتا ہے تو یہ ایمان کے شرائط میں سے ایک شرط ہے اس سے اس کے دل میں اسلام کی بشاشت رچ بس جائے گی اور وہ اس کو بے کھٹکے انجام دے گا، پھر اس صفت کے ذریعہ اس کی شناخت وپہچان قائم ہو جائے گی۔

جب مکہ کے مہاجر اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آئے تو مدینہ کے مسلمانوں نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا، ان کو اپنے مکانات دیئے، باغ دیئے، کھیت دیئے، اپنی محنتوں میں ان کو شریک کیا اور خود ہر طرح کی تکلیفیں اٹھا کر ان کو آرام پہونچایا، ان کے اس جذبہ نیک کی وجہ سے انصار یعنی مددگار کا خطاب ملا، جب بحرین فتح ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر فرمایا کہ میں اس کو انصار کی جاگیروں میں تقسیم کردینا چاہتا ہوں، ان ایثار کے پیکروں نے عرض کیا جب تک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اتنا نہ ملے ہم کو یہ منظور نہیں، فرمایا اگر یہ منظور نہیں تو صبر کرو، صحابہ کرام کے اسی ایثار وقربانی کے جذبے نے عام لوگوں کے دلوں میں کشادگی پیدا کی اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینے کا مزاج بنتا گیا، اگر آج ہم بھی اس صفت کو اپنے اندر پیدا کرلیں تو ہماری بہت سی معاشی وسماجی دشواریاں دور ہوجائیں گے اور آپس کے تعلقات میں بھی استحکام پیدا ہوگا۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بیماری کی وجہ سے مدرس کی معزولی اور اس کے وظیفہ کا حکم

س: ایک مدرس جو کسی مدرسہ میں محنت سے تدریسی خدمات انجام دے رہا ہو، اچانک طبیعت ایسی خراب ہوجائے جس سے بظاہر صحت یابی ممکن نہ ہو، مثلاً آنکھوں کی بینائی ختم ہوجائے، یا دوسری کوئی ایسی بیماری لاحق ہوجائے جس کی وجہ سے وہ اپنی مفوضہ خدمت انجام نہ دے سکے تو کیا اس مدرس کو معزول کیا جاسکتا ہے؟ کیا معزولی کے بعد بھی اس کی تنخواہ جاری رکھی جاسکتی ہے؟ یا وظیفہ کے نام پر کوئی مالی مدد کی جاسکتی ہے؟

ج: مذکورہ مسئلہ میں چند باتیں ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) مدرس کی حیثیت اجیر خاص کی ہوتی ہے اور اجیر خاص عمل کے عوض اجرت کا مستحق ہوتا ہے:''(والثانی) وھو الاجیر (الخاص) ویسمیٰ اجیر واحد وھو من یعمل لواحد عملا موقتا بالتخصیص ویستحق الاجر بتسلیم نفسہ فی المدۃ وان لم یعمل'' (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۹/۹۴-۹۵) ''الاجیر یستحق الاجرۃ اذا کان فی مدۃ الاجارۃ حاضرا للعمل ولایشترط عملہ بالفعل ولکن لیس ان یمتنع عن العمل واذا امتنع لایستحق الاجرۃ ومعنی کونہ حاضرا للعمل ان یسلم نفسہ للعمل ویکون قادرا وفی حال تمکنہ من ایفاء ذالک العمل'' (درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام، کتاب الاجارۃ المادۃ:۴۲۵: ۱/۴۵۸)

(۲) اجیر خاص میں کسی وجہ سے اس کام کی صلاحیت باقی نہ رہے، جس کے لئے اس کو اجارہ پر رکھا گیا ہے تو شرعاً مستاجر کو اجارہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے:''الاجارۃ تنقض بالاعذار عندنا'' (الفتاوی الھندیۃ: ۴/۴۵۸) ''فی البزازیۃ: استاجر عبدا للخدمۃ فمرض العبد ان کان یعمل دون العمل الاول لہ خیار الرد... وان کان لایقدر علی العمل اصلا لایجب الاجر... وفی الولواجیۃ: وکذا الوابق فھو عذر او کان سارقا لانھا توجب نقصانا فی الخدمۃ'' (رد المحتار، باب فسخ الاجارۃ: ۹/۱۰۸)

(۳) مدرسہ میں دی جانے والی رقم مدرسہ اور طلبہ کے مصالح کے لئے ہوتی ہے، جسے چندہ دہندگان کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے مصرف میں استعمال نہیں کیا جاسکتا:''الوکیل انما یستفید التصرف من الموکل وقد امرہ بالدفع الی فلان فلایملک الدفع الی غیرہ کما لو اوصیٰ لزید بکذا لیس للوصی الدفع الی غیرہ'' (رد المحتار، مطلب فی زکاۃ ثمن البیع وفاء: ۳/۱۸۹، کتاب الزکاۃ)

پس صورت مسئولہ میں اگر مدرس ایسی بیماری میں مبتلا ہوجائے جس سے صحت یابی ممکن نہ ہو یا اتنی مدت میں ممکن ہو کہ اس مدت تک اگر انتظار کیا جائے تو اس کے سپرد کئے گئے کام انجام نہ پائے جانے کی وجہ سے بہت متاثر ہوتو ایسی صورت میں مدرسہ کے انتظامیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مدرس کو معزول کرکے اس کی جگہ کوئی اور مدرس مقرر کرلے اور چوں کہ مدرسہ میں دی جانے والی رقم مدرسہ اور طلبہ کے مصالح کے لئے ہوتی ہے اور اس رقم کو چندہ دہندگان کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے مصرف میں استعمال نہیں کیا جاسکتا، لہذا معزولی کے بعد نہ تو وظیفہ کے طور پر مدرسہ کی رقم سے اس کو کوئی مالی مدد کی جاسکتی ہے، کیوں کہ یہ چندہ دہندگان کی مرضی کے خلاف ہے اور نہ ہی اس کی تنخواہ جاری رکھی جاسکتی ہے، کیوں کہ تنخواہ عمل کا عوض ہوتی ہے اور مذکورہ مدرس معزول ہوجانے اور اس کے ساتھ عقد اجارہ فسخ ہوجانے کی وجہ سے عمل نہیں کرسکتا، پس تنخواہ کا بھی حقدار نہیں ہوگا، البتہ مذکورہ مدرس مدرسہ کے کسی اور کام کے لائق ہوتو انتظامیہ وہ کام اس کے سپرد کرسکتا ہے اور اس پر جو تنخواہ مقرر کردے وہ دی جاسکتی ہے۔

تبلیغی امور کو انجام نہ دینے کی وجہ سے درس وتدریس اور امامت سے معزول کرنا

س: زید ایک مسجد کے ماتحت چلنے والے مدرسہ میں مدرس ہے اور عمر اس مسجد کا امام ہے، دونوں کا سکریٹری ایک ہی شخص ہے، جو جماعت سے جڑا ہوا ہے، زید اور عمر دونوں اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیتے ہیں، جمعہ میں اصلاحی خطاب، عصر کے بعد روزانہ درس حدیث، ہفتہ میں ایک دن درس قرآن پابندی سے دونوں مل کر انجام دیتے ہیں، لیکن سکریٹری صاحب اس کو کچھ اہمیت نہیں دیتے اور جماعت میں جانے اور جماعتی امور کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور اس میں شریک ہونے پر مجبور کرتے ہیں اور نہ کرنے پر معزول کردینے کی دھمکی دیتے ہیں، جبکہ تقرری کے وقت اس طرح کی کوئی شرط نہیں تھی، سکریٹری کا اس طرح مجبور کرنا اور معزول کردینے کی دھمکی دینا کیا درست ہے؟

ج: جماعت میں جانا اور وقت لگانا ایک امر مستحب ہے، کوئی فرض وواجب نہیں ہے کہ اس کے نہ کرنے پر گناہ ہو، بے شمار علماء وربانیین، حضرات محدثین ومحققین، بزرگان دین وسلف صالحین دنیا سے رخصت ہوگئے، لیکن انہوں نے ایک دن بھی جماعت میں وقت نہیں لگایا تو کیا وہ سب کے سب گنہگار ہوئے؟ یادرکھئے! دین کو صرف مروجہ دعوت وتبلیغ میں سمیٹ دینا، اسی کو سب کچھ سمجھنا اور دین کے دوسرے اہم شعبوں کو حقارت وتنگ نظری سے دیکھنا، اس کی کوئی اہمیت نہ دینا بڑی نادانی وجہالت ہے اور یہ غلو فی الدین ہے، جس کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے:''یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ'' (سورۃ النساء: ۱۷۱)

کیا اصلاحی بیانات، درس قرآن وحدیث، درس وتدریس، فتاوی نویسی کے ذریعہ امت کے مسائل کو حل کرنا، فرق ضالہ، فرق باطلہ اور طرح طرح کے فتنوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور بچانا، عبادات واخلاقیات اور معاملات میں ان کی رہنمائی کرنا، امت کے گھریلو مسائل، سماجی وسیاسی مسائل کو دیکھنا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کو ہدایت دینا، دین کے کام نہیں ہیں، یقیناً یہ اور اس طرح کے بہت سے امور ہیں جو جماعت میں جانے اور سال لگانے سے کہیں زیادہ اہم ہیں، لہذا دین کو مروجہ دعوت وتبلیغ میں منحصر کردینا اور درس وتدریس اور امامت کے فرائض انجام دینے والوں کو جماعت میں جانے اور جماعتی امور میں شریک ہونے پر مجبور کرنا اور نہ جانے پر انہیں معزول کرنا قطعاً درست نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 40 مورخہ ۷/ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳/اکتوبر۲۰۲۳ء روز سوموار

اسرائیلی درندگی

پوری دنیا میں اسرائیل تنہا ایسا ملک ہے، جو کسی کی نہیں سنتا، اقوام متحدہ کی قرار دادیں، حلیف ممالک کی نصیحتیں اور مشورے اس پر اثر انداز نہیں ہوتے، وہ من مانی کرتا ہے اور اس من مانی میں سارے جنگی اصول وضوابط کو بالائے طاق رکھ کر درندگی پر اتر آتا ہے، غزہ پٹی میں اسرائیل ان دنوں یہی کر رہا ہے، شہری علاقوں پر حملے اور اسپتالوں کو زمین دوز کر کے ہزاروں بچوں، عورتوں اور مریضوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا درندگی کی انتہا ہے، خبر یہ ہے کہ گذشتہ دنوں ایک اسپتال پر حملہ کر کے اس نے پانچ سو مریضوں کو جن میں بچے، بوڑھے اور عورتوں کی بڑی تعداد تھی، موت کی نیند سلا دیا اور عالمی برادری نے صرف افسوس کر کے کام چلا لیا، اس قسم کے حملوں کو روکنے کے لیے نہ تو کوئی تدبیر کیا اور نہ ہی اسرائیل کو ایسے حملوں سے باز آنے کی تلقین کی، اس کے برعکس جرمنی اور امریکہ کے حکمراں اسرائیل پہونچ کر اپنی یک جہتی کا اظہار کر چکے ہیں، امریکہ اسرائیل کو ان جنگی جرائم کے لیے ہتھیار بھی فراہم کر رہا ہے، کہنا چاہیے کہ امریکہ غزہ میں اسرائیلی حکومت کی پشت پناہی ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ عملاً جنگ میں شریک ہو گیا ہے، اسرائیل کے لیے اس قسم کی حوصلہ افزائی بہت معنی خیز ہے اب وہ غزہ میں زمینی حملہ کی تیاری کر رہا ہے، تا کہ وہ حماس کی پناہ گاہوں کو بلڈوزر سے تباہ و برباد کر سکے، خبر یہ بھی آ رہی ہے کہ حماس کے سربراہ اسماعیل ہانیہ کے خاندان کے چودہ افراد کو اب تک اسرائیل نے شہید کر دیا ہے اور اب حماس کے کمانڈر یحیی سنوار، محمد وہاب ابراہیم المصری عرف الدیف ان کے نشانے پر ہیں، یحیی سنوار دو دہائی سے زیادہ عرصہ تک اسرائیلی جیلوں میں وقت گذار چکے ہیں اور ان کی رہائی اسرائیل کے ساتھ 2011ء میں ہونے والے ایک سمجھوتے کے تحت ہوئی تھی، جس میں قیدیوں کو تبادلے کے طور رہا کیا گیا تھا، الدیف حماس کے عسکری ونگ القاسم بریگیڈیر کے انچارج ہیں اور کہنا چاہیے کہ حماس کی جان ہیں، اس نے 1996 میں چار خود کش حملوں کے ذریعہ یروشلم اور تل ابیب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

حماس کی طاقت اسرائیل کی درندگی کو کنٹرول کرنے کے لیے بہت کم ہے، اور اب اس کی ساری قوت غزہ کے دفاع میں لگ رہی ہے، اس نے پہلے مضبوط حملے میں اسرائیل کو ناکوں چنے چبوا دیے تھے، اس کی خفیہ ایجنسی موساد اور فوجیوں کو منہہ کی کھانی پڑی تھی، کم از کم دو سو یہودی اب بھی حماس کی قید میں ہیں، جس سے وہ قیدیوں کے تبادلے کا کام لے سکتی ہے، حماس کے رہنما خالد مشعل کا کہنا ہے کہ ہم اسرائیل کو زمینی جنگ میں بھی شکست دیں گے، حماس کے ساتھ جو ممالک ہیں وہ زبانی جمع خرچ اور اظہار یک جہتی کے سوا کچھ نہیں کر رہے ہیں، ایران کی طرف سے اسرائیل کو تنبیہ کی جا رہی ہے، لیکن وہ میدان میں کو دنہیں رہا ہے، ترکی حماس کے ساتھ ہے، لیکن وہ اپنے کو ثالثی کی پوزیشن میں رکھنا چاہتا ہے، اس لیے عملی اقدام سے گریز کر رہا ہے۔ مصر پہلے سے ہی اسرائیل کے ساتھ ہے، اس نے اپنی سرحدیں غزہ کے شہریوں کے لیے بند کر رکھی ہیں، اسرائیل کے زمینی حملہ کے اعلان پر لاکھوں شہری فلسطین کے جنوبی علاقے میں منتقل ہو رہے ہیں، دوسرے تو دوسرے ہیں، فلسطین کے ایک حصے پر قابض الفتح کے حکمراں محمود عباس کی تو زبان بھی نہیں کھل رہی ہے، ایسا لگتا ہے کہ ان کو اس لڑائی سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، حالاں کہ واقعہ یہ ہے کہ غزہ کے بعد فلسطین کا ویسٹ بینک ہی اسرائیل کا ہدف ہے، محمود عباس خاموش رہ کر سمجھتے ہیں کہ ہم محفوظ ہیں، حالاں کہ صحیح یہ ہے کہ چراغ سب کے بجھیں گے، ہوا کسی کی نہیں، یا پھر بقول شاعر۔

اس کے قتل پر میں بھی چپ تھا میرا نمبر اب آیا
میرے قتل پر آپ بھی چپ ہیں اگلا نمبر آپ کا ہے

س پورے قضیہ خصوصاً اسپتال پر حملوں کے بعد جب ویسٹ بینک کی عوام سڑکوں پر آ گئی تب محمود عباس کے زبان مذمت کیلیے کھلی اور انہوں نے ایک اچھی بات یہ کی کہ امریکہ کے صدر سے ملنے سے انکار کر دیا۔ پھر بھی جو اقدام انہیں کرنے چاہیے تھے اس سے وہ اب بھی اجتناب ہی کر رہے ہیں، اسرائیل کی درندگی کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ مختلف عرب ممالک مل کر ایسا وار کریں کہ اس کی کمر ٹوٹ کر رہ جائے، اس اتحاد کی وجہ سے مشرق وسطی میں جنگ کی آگ مزید بھڑک سکتی ہے، لیکن "تنگ آمد بجنگ آمد" پرانی مثل ہے، یہ بھی کہا جاتا رہا ہے کہ "بلی جب عاجز آتی ہے تو کتے پر جھپٹ پڑتی ہے،" پتہ نہیں کب تک عرب ممالک "بھیگی بلی" بنے رہیں گے اور جھپٹنے کا شعور ان کا کب جاگے گا، یہ بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے، لیکن جب آگ پھیلنے لگے گی تو شاید کچھ ملک اپنا گھر جلتا دیکھ کر صلح، صفائی اور تصفیہ کے لیے آگے بڑھنے کا کام کر سکیں۔

حماس کے ذریعہ ردعمل کے اس حملے میں غزہ کا زیادہ نقصان ہوا ہے اور ہو رہا ہے، اسرائیل کی زمینی فوج کے غزہ میں گھسنے کے بعد اس تباہی میں مزید اضافہ ہوگا، لیکن اس حملے کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ دنیا جو یہ سمجھنے لگی تھی کہ فلسطین کا مسئلہ حل ہو گیا یا سرد بستے میں چلا گیا وہ پھر سے منظر عام پر آ گیا اور دنیا نے جان لیا کہ فلسطینی اسرائیل کے رحم وکرم پر رہنے کو تیار نہیں ہیں، انہیں بے دست و پا ہو کر زندگی گذارنا قبول نہیں ہے، ایک خود مختار فلسطینی ریاست ان کا خواب ہے، جس کا سب کچھ اپنا ہو اور ان کی یہ حیثیت ختم ہو جائے کہ اسرائیل انہیں اس طرح محصور کر لے کہ دانہ، پانی بجلی تک بند ہو جائے، وہ اس ہدف کو پانے کے لیے کسی حد تک جا سکتے ہیں، وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ

خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

مسلمان ہونے کی سزا

رام پور کی خصوصی ایم ایل اے، ایم پی عدالت نے اعظم خان، بیٹے عبداللہ اعظم اور ان کی اہلیہ تزئین فاطمہ کو سات سال قید کی سزا سنائی ہے، دو برتھ سرٹیفیکٹ معاملہ کو لے کر یہ سزا سنائی گئی ہے، یہ مقدمہ عبداللہ اعظم کے رامپور ضلع کی سوار اسمبلی سیٹ سے جیتنے کے بعد ان کے ہزیمت یافتہ حریف نواب کاظم علی نے کیا تھا اور عدالت کو بتایا تھا کہ اعظم خان کے لڑکے عبداللہ اعظم نے جعلی برتھ سرٹی فیکیٹ کی بنیاد پر انتخاب لڑا اور فتح یاب ہوئے، اس لیے اس انتخاب کو کالعدم قرار دیا جائے؛ کیوں کہ انتخابی فارم میں جو عمر درج کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، یہ معاملہ 2017 کے اسمبلی انتخاب کا ہے، عدالت نے نواب کاظم علی کے الزامات کو صحیح پایا اور تینوں کو جیل کی سزا سنائی، اس قسم کے معاملات غلط ہیں اور ان کو درست نہیں قرار دیا جا سکتا، اس کے باوجود اعظم خان کو جس طرح مختلف معاملات میں پھنسایا گیا اور ان کی زندگی بھر کی محنت مولانا محمد علی جوہر یونیورسٹی کو تباہ و برباد کیا گیا، ایک زبردست تعلیمی ادارے کی افادیت سے لوگوں کو محروم کیا گیا، اس کے لیے تاریخ یوگی حکومت کو کبھی معاف نہیں کرے گی، حکومتیں یونیورسٹیاں بناتی ہیں تا کہ اعلیٰ تعلیم کا فروغ ہو؛ لیکن اس حکومت نے بنی بنائی یونیورسیٹی کو جس طرح صفحہ زمین سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی وہ آزاد ہندوستان کی تاریخ کا سیاہ باب ہے اور اسے سیاسی عناد کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا۔

یقیناً انسان، انسان ہی ہوتا ہے اس سے غلطیاں ہوتی ہیں؛ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کسی کی زندگی تباہ کر دی جائے، خاندان کو برباد کر دیا جائے، اس کے سارے اچھے اعمال پر بھی پانی پھیر دیا جائے کہ وہ ہماری پارٹی کا نہیں ہے، اعظم خان کے حالیہ فیصلے کے بارے میں سماج وادی وادی پارٹی کے صدر اکھلیش یادو نے بالکل صحیح کہا کہ اسے مسلمان ہونے کی سزا دی جا رہی ہے، بات بالکل صاف ہے کہ اگر وہ مسلمان نہیں ہوتا تو بات یہاں تک نہیں پہونچتی، اس موقع سے اعظم خان نے بڑا اچھا جملہ استعمال کیا کہ فیصلہ اور انصاف میں فرق ہوتا ہے، ضروری نہیں کہ فیصلہ کے ساتھ انصاف بھی ہو، اس لیے کہ فیصلے ثبوت وشواہد کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور آج کل ثبوت وشواہد کا فرضی جمع کر لینا بھی دشوار نہیں ہوتا، عدلیہ کی تاریخ میں اس کی بہت ساری مثالیں مل جائیں گی کہ اصل قاتل بچ گیا اور جو مجرم نہیں تھا جیل پہونچ گیا، قصور ججوں کا نہیں سازش کرنے والوں کا ہوا کرتا ہے، ہندوستانی عدلیہ میں جو تصور ہے وہ یہ کہ عدالت اندھی ہوتی ہے، اسے جو ثبوت وشواہد پیش کیے گیے وکلاء نے اپنی چرب زبانی سے جج کو متاثر کر دیا تو فیصلہ اس کے خلاف ہو گیا، کبھی خارجی دباؤ بھی فیصلے کی بنیاد بن جاتا ہے، جیسا کہ بابری مسجد قضیہ میں ہوا، ججوں نے حقائق تسلیم کرنے کے باوجود ایک ایسا فیصلہ سنا دیا جو انصاف نہیں بن سکا۔

اعظم خان کے ساتھ اس مقدمہ میں جو ہوا، وہ ہوا، دوسرے مقدمات میں بھی قید وبند کی سزائیں انہیں مسلمان ہونے اور حکمراں جماعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مل رہی ہیں؛ لیکن ہر تاریک رات کے پیچھے روشن دن ہوتا ہے، اعظم خان کی زندگی باقی رہی تو یہ تاریکی دور ہوگی اور ان کے اقبال اور اقتدار کا سورج ضرور طلوع ہوگا، انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ دن بھی گذر جائیں گے۔

ہم جنسی کی شادی قانونی نہیں

مغرب سے بے راہ روی کی جو آندھی ہندوستان پہونچی، اس میں ہم جنسی کے آپسی رشتے اور پھر لڑکا کا لڑکا سے اور لڑکی کا لڑکی سے شادی کرنے کا تصور بھی آیا، پہلے اس مسئلہ پر گفتگو بھی معیوب تھی اور ڈھکے چھپے کبھی کبھی ایسے واقعات سامنے آتے تھے، لیکن اب یہ وبا اس قدر عام ہو گئی ہے کہ اس عمل کی قباحت وشناعت بھی دلوں سے نکل گئی، اب یہ طبقہ اپنے کو تسلیم کرانے کے لیے سپریم کورٹ تک پہونچ گیا اور سپریم کورٹ نے پانچ ججوں کی بنچ بنا کر ان کے دلائل سنے اور اسے لائیو نشر بھی کیا گیا، یعنی اس بیماری کو عام کرنے کے لیے بھی جتن کیے گیے، اکیس عرضیاں ہم جنس شادی کو قانونی تسلیم کرنے کے لیے سپریم کورٹ میں داخل کی گئی تھیں، بعض ملی تنظیمیں بھی اس نحوست کو قانونی نہیں قرار دینے کے لیے پارٹی بنی تھیں اور بالآخر پانچ ججوں کی بینچ نے اسے بنیادی حقوق ماننے سے انکار کر دیا، ان کا کہنا تھا کہ جب شادی ہی بنیادی حقوق میں نہیں تو ہم جنسوں کی شادی کو بنیادی حق کس طرح مانا جا سکتا ہے، البتہ ہم جنسوں کی شادی کو قانونی ماننے کے مسئلے پر تین اور دو جج کی رائے الگ الگ تھی، جسٹس رویندر بھٹ، جسٹس سنجے کشن اور جسٹس پی ایس نرسمہا نے کہا کہ ہم جنسوں کو شادی نہ کرنے دینے کا کوئی جواز نہیں ہے کیوں کہ وہ دونوں باہمی رضامندی سے بغیر شادی کے بھی قانونی طور پر ساتھ رہ سکتے ہیں اور یہ جرم کے دائرہ میں نہیں آتا تو اگر وہ باضابطہ طور پر رشتے میں بندھ جائیں اور انہیں قانونی طور پر وہ سہولتیں حاصل ہوں جو ایک شادی شدہ جوڑے کو حاصل ہوتا ہے تو اس میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے، بقیہ تین ججوں نے اسے غیر قانونی قرار دیا اور کپل سبل کے ذریعہ پیش کی گئی ملی تنظیموں کی اس دلیل کو مان لیا کہ ہندوستان مختلف مذاہب کا گہوارہ ہے اور کسی بھی مذہب میں ہم جنسوں کی شادی کا تصور نہیں پایا جاتا ہے، اس سے خاندان ٹوٹے گا اور غیر اخلاقی حرکت کو قانونی پشت پناہی حاصل ہوگی، اس عمل سے وراثت، نامزدگی وغیرہ کے قوانین بھی متاثر ہوں گے، اس لیے اس شادی کو قانونی درجہ نہیں دیا جا سکتا اور ججوں نے اس حقیقت کو تسلیم کر کے فیصلہ سنا دیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ عدلیہ کا کام قانون کی تشریح اور اس کا نفاذ ہے، اسے قانون بنانے کا اختیار نہیں ہے، اس معاملہ میں مرکزی حکومت کا موقف بھی یہی تھا کہ ہم جنسوں کے درمیان شادی اسپیشل میرج ایکٹ سے باہر کی چیز ہے۔

ہم جنسوں کو اس حد تک جانے کا حوصلہ اس لیے بھی ملا کہ 2018 میں آئی پی سی کی دفعہ 377 کے ایک حصہ کو سپریم کورٹ نے رد کر کے ہم جنسی کو جرم کے دائرے سے نکال دیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ پولیس کے ذریعہ ہم جنسوں کو ہراساں نہ کیا جائے، شاید اسی ہدایت کی روشنی میں سپریم کورٹ نے ہم جنسوں کے معاملات کو حل کرنے کے لیے حکومت کو ایک کمیٹی بنانے کا حکم دیا ہے، جو غور کرے گی کہ کس طرح شادی کو غیر قانونی قرار دینے کے باوجود راشن کارڈ بینک اکاؤنٹ، ال آئی سی پنشن اور گریچوٹی وغیرہ میں شادی شدہ جوڑوں کو حاصل سہولیات ومراعات کا حصول ہم جنسوں کے لیے بھی ہو سکے، سپریم کورٹ نے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ ان کے لئے ایک محفوظ حلقہ بنایا جائے، جس میں کسی بھی قسم کا بھید بھاؤ نہ کیا جائے، پولس انہیں پریشان نہ کرے، ان کے لیے ایک فون نمبر بھی ہو جس پر وہ اپنی شکائتیں درج کرا سکیں، کل ملا کر اس فیصلہ کے بعد ہم جنسوں کو اطمینان ہوگا کہ

اے عشق مرحبا وہ یہاں تک تو آگیے

مرکزی حکومت نے اس سلسلے میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ ہندوستانی تہذیب وثقافت اور مختلف مذاہب کی تعلیمات کے مطابق ہے، اس لیے کسی بھی عنوان سے ہندوستان میں ہم جنسوں کے درمیان شادی کی اجازت نہیں دی جا سکتی، جہاں تک اسلام کا سوال ہے اس کے نزدیک یہ گناہ کبیرہ اور قابل سزا جرم ہے، اللہ رب العزت نے قوم لوط کو اسی جرم میں تباہ کر دیا تھا، جس کا ذکر قرآن کریم میں جا بجا ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ تمام مذاہب کے لوگ اس کے خلاف منظم انداز میں آواز بلند کریں، تا کہ کم از کم ہندوستان میں اس عمل کو قانونی جواز فراہم نہ ہو سکے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

قاری محمد علی

قاری محمد علی بن محمد حبیب بن بخشی میاں بن چندو میاں بانی و مہتمم مدرسہ حفظ القرآن جمال رحمانی ۲۷/ستمبر ۲۰۲۳ء بوقت ڈیڑھ بجے شب اپنی رہائش گاہ بانس گلی اڑیا بازار کٹک اڈیشہ میں انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون وہ مختلف امراض کے شکار تھے، مرض کا غلبہ ہوا تو شانتی نرسنگ ہوم لے جایا گیا، مرض میں افاقہ نہیں ہوا تو ڈاکٹروں کے مشورے سے گھر لے جایا گیا، اور بالآخر انہوں نے وقت موعود پر سفر آخرت اختیار کرلیا، جنازہ دوسرے دن ۲۸/ستمبر کو بعد نماز عصر ان کے چھوٹے صاحب زادہ حافظ طٰہٰ نے پڑھایا، تقریباً پانچ ہزار کا مجمع تھا، جو ان کی مقبولیت کی علامت سمجھا گیا، تدفین قدم رسول قبرستان درگاہ بازار کٹک میں ہوئی، پس ماندگان میں اہلیہ، تین لڑکا اور ایک لڑکی کو چھوڑا۔

قاری محمد علی صاحب کی ولادت آدھار کارڈ کے مطابق یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو اٹھری (یا کے ساتھ) شیر گھاٹی گیا میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد وہ مدرسہ عظمتیہ کولکاتہ منتقل ہو گیے اور قاری عبد القوی صاحب کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا اور ۱۹۶۸ء میں حفظ قرآن مکمل کیا، فراغت کے بعد قاری عبد القوی صاحب کے حکم سے مختلف ماہ وسال میں ہزاری باغ، جگت سنگھ پور، اور کٹک میں مدرسہ عظمتیہ کی شاخوں میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، یہ دورانیہ ۱۹۷۱ سے ۱۹۸۲ء تک کا ہے، ۱۹۸۲ء میں مدرسہ حفظ القرآن کی بنیاد پنشن لین بخشی بازار کٹک میں قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کے دست مبارک سے ڈالی گئی اور نومبر ۲۰۱۲ء تک یہ مدرسہ وہیں چلتا رہا، اس کے بعد یہ مدرسہ بانس لی اڑیا بازار کٹک منتقل ہوگیا اور اب بھی وہیں قائم ہے۔ ۱۴/اکتوبر ۲۰۲۳ء کو تعزیت کے غرض سے اس مدرسہ میں حاضر ہوئی، اور ان کے بچوں سے مل کر تسلی کے کلمات کہے اور قاری صاحب کے لیے مغفرت کی دعا کی گئی۔

مدرسہ کے علاوہ قاری صاحب کا دوسرا مشغلہ امامت کا تھا، مرکز کی مسجد میں پنج وقتہ نمازوں کی برسوں امامت کرتے رہے، وہ شاہی قلعہ مسجد کے بھی گیارہ سال تک امام جمعہ وعیدین رہے، بعض موقعوں سے جمعہ میں اس مسجد میں میری بھی تقریر کرائی تھی۔

قاری صاحب کی نانی ہال رحمان بیگھہ، شیر گھاٹی گیا تھی، اور سسرال اٹھرا (الف کے ساتھ) چر کیا گیا تھی، ان کے خسر محترم کا نام اصغر علی بن سفر علی تھا، قاری صاحب کے انتقال کے اور اس کے مدرسہ کا نگراں حافظ غلام علی صاحب اور مہتمم ان کے صاحب زادہ مولانا طٰہٰ کو بنایا گیا ہے۔ توقع ہے کہ یہ ادارہ قاری صاحب کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہو۔

قاری صاحب کو اپنے تزکیہ کی بڑی فکر رہا کرتی تھی، وہ قاری امیر الحسنؒ خلیفہ ومجاز حضرت مولانا ابرار الحق حقیؒ کے دست گرفتہ تھے، ان کے وصال کے بعد انہوں نے مولانا محمد فاروق صاحب سے تجدید بیعت کیا تھا، اور اس راہ کے مسافروں میں وہ تیز قدم تھے، کس منزل تک پہونچے یہ تو مجھے معلوم نہیں، لیکن تصوف کے اثرات ان پر غالب تھے۔

قاری صاحب سے میری ملاقات امارت شرعیہ آنے کے بعد ہوئی تھی، ذیلی دفاتر امارت شرعیہ کے انچارج کی حیثیت سے میرا آنا جانا کٹک سال میں ایک سے دو بار ہوا کرتا تھا، جب بھی انہیں میرے کٹک وارد ہونے کی خبر ملتی تو ضرور دفتر تشریف لاتے، بعض دفعہ مدرسہ بھی لے جاتے اور ایک وقت ضیافت بھی کیا کرتے تھے، امارت کی میٹنگ میں انہیں بلایا جاتا تو ضرور تشریف لاتے اور اپنے مفید مشوروں سے نوازتے، وہ امارت شرعیہ کے کاموں میں بہت سرگرم تو نہیں ہوتے، لیکن ان کی وجہ سے کام کو آگے بڑھانے کا حوصلہ ملا کرتا تھا۔

قاری صاحب اب ہمارے درمیان نہیں رہے، ان کی یادیں اور خدمات باقی ہیں، اللہ رب العزت انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے سیئات سے درگذر فرمائے، آمیں یارب العالمین

کتابوں کی دنیا ✍: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

انساب وامصار

حسب ونسب کے ذریعہ خاندان اور قبیلوں کی شناخت و پہچان ہوتی ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم اپنی اولاد اور بھائی بہنوں کے الگ الگ نام رکھتے ہیں تاکہ ایک دوسرے کو الگ الگ پہچان سکیں، قرآن مجید میں خاندانی فرق کو صرف اس حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے جس حد تک وہ پہچانے جاسکیں اور تعارف کا ذریعہ بن سکیں، سورہ حجرات میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہارے لئے مختلف ذاتیں اور مختلف قبیلے اس لئے بنایا تاکہ پہچانے جاسکو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں فضیلت والا صرف وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، اللہ خوب جاننے والا خبر رکھنے والا ہے، یہیں سے معلوم ہوا کہ خاندانی شجرے کی حفاظت ہونی چاہئے تاکہ لوگوں کا اپنے اسلاف واکابر سے انس ومحبت کا رشتہ قائم رہے، ماضی میں اصحاب فضل وکمال اس کا بڑا اہتمام کرتے تھے، بعد کے ادوار میں یہ جذبہ مدھم اور کمزور پڑنے لگا، زیر تبصرہ کتاب انساب وامصار نے بھولی بسری یادیں تازہ کردیں جس کے لئے مرتب کتاب کرم فرما جناب ڈاکٹر امام اعظم ڈی لٹ شکریے اور مبارکباد کے مستحق ہیں، ڈاکٹر صاحب موصوف ایک اچھے اہل قلم، بلند پایہ محقق وتنقید نگار اور نامور ادیب ہیں، ان کی نگاہ ادب وتاریخ پر بڑی گہری اور وسیع ہے، انہوں نے موضوع کی تاریخی وتہذیبی اہمیت کے پیش نظر بڑی عرق ریزی سے تیاری شروع کی اور شمالی بہار کے گیارہ معتبر خانوادوں کی تفصیلات کو کتابی صورت میں سلیقہ سے جمع کیا جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے، اس کتاب میں جن خانوادوں کا تذکرہ کیا گیا ان میں آٹھ شخصیتیں ضلع دربھنگہ سے تعلق رکھتی ہیں ایک ضلع سمستی پور اور ویشالی سے ہے۔

ان میں خانوادہ مولوی عبد الودود پیش کار مرحوم قادر آباد دربھنگہ، خانوادہ مولوی نبی اختر مرحوم حسن چک مہدولی، دربھنگہ، خانوادہ مولوی عبد العلی ناصری گنج نستہ دربھنگہ، خانوادہ شاہ عبد العزیز عرف فقیرا ابولال باغ دربھنگہ اور خانوادہ ڈاکٹر عالمگیر شبنم محمد پور کواری سمستی پور اور خانوادہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی حسن پور گنگھٹی ویشالی قابل ذکر ہیں۔

آخر میں ضمیمہ کے عنوان سے خطہ متھلا کی نو مواضعات کی علمی ادبی اور سیاسی خدمات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے، ان میں پیغمبر پور، علی نگر، ہرسنگھ پور، گنگواره، ململ اور یکہتہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، وطنی مناسبت کے باعث میں نے کتاب کو بڑی دل چسپی سے پڑھا اور بعض گمنام شخصیوں کے نسب ناموں کے مطالعہ سے دل میں فرحت وانبساط کی کیفیت محسوس کیا۔ اللہ اس خدمت کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں کا ذریعہ بنائے۔ جزاء کم اللہ خیرا کثیرا۔ بلاشبہ یہ کتاب موضوع سے متعلق معلومات کا بہترین ذخیرہ ہے اور بقول پرفیسر ڈاکٹر شاکر خلیق ''اس کتاب میں ٹھوس حقائق اور صحت مند معلومات کو بنیاد بنا کر ایک ایسا خوبصورت مرقع پیش کیا گیا، جس کی علمی وادبی حلقے میں دیر تک اور دور تک پذیرائی کی جائے گی۔''

مرتب کتاب ڈاکٹر صاحب نے اپنے پیش لفظ میں مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: Genealogical Table (کرسی نامہ) ترتیب دینا کوئی آسان کام نہیں۔ پرانے لوگوں نے اگر اپنے کنبے کا نسب نامہ تیار کیا تو اس کی حفاظت نہیں کر سکے۔ کچھ ادیبوں اور شاعروں نے اپنی کتابوں اور مجموعوں میں اپنے نسب نامے شامل کر کے محفوظ کر دیے۔ بزرگان دین سے وابستہ حضرات اپنے پیر ومرشد سے نسبت اور سلسلہ ملانے کے لیے شجرہ کا استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح کی کتابیں یا کتابچے بکثرت دستیاب ہیں لیکن انفرادی کنبوں کی تفصیلات بہت کم ملتی ہیں۔ انہوں نے آگے لکھا کہ

عصر حاضر میں اس طرح کی کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ نئی نسل اپنے آباء واجداد سے دور ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس طرح کی کتابیں بہت کم شائع ہوتی ہیں جو بیک وقت علمی تاریخی تہذیبی اور ثقافتی زمروں میں شامل کی جاسکیں۔ مجھے کم سنی سے ہی اپنے آباواجداد کے بارے میں جاننے کی دلچسپی رہی ہے۔ میرے دادا (مولوی محمد نہال الدین مرحوم) اور میرے والد (جناب محمد ظفر المنان ظفر فاروقی مرحوم) کو خاندانی حالات ازبر تھے اور مجھے ان سے یہ علم حاصل ہوا۔ پرانے اور دھیرے دھیرے ہمارے درمیان سے رخصت ہوتے جارہے ہیں۔ جب میں ۱۹۷۹ء میں بتیا ضلع مغربی چمپارن سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اپنے وطن دربھنگہ آیا تو یہاں میرے خالو محمد کریم اللہ حیاتی کے ماموں شاہ ضیاء الحق صاحب (موضع اشرف پور دانی، دربھنگہ) سے ملاقات ہوئی۔ وہ اپنی سسرال پرکھوپٹی لہریا سرائے، دربھنگہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ موصوف مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے، دربھنگہ کے سفیر تھے اور مشاطہ کا کام بھی کرتے تھے۔ ان کی زنبیل میں ایک کتاب ''حدیقۃ الانساب'' حصہ اول مطبوعہ ۱۹۷۷ء (مؤلف سید جلیل اختر استاد عابدہ ہائی اسکول، مظفر پور، ساکن چھیٹھ، ویشالی) دیکھی تھی۔ اس کتاب کا نام حافظے میں تھا۔ جب میرا تبادلہ کولکاتا (۴/اپریل ۲۰۱۲ء) ہوا تو یہاں سید محفوظ عالم (ساکن شکر پور، چک مجاہد، مہوا ویشالی مقیم کولکاتا) سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے اس کتاب کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کتاب میرے پاس ہے لہذا ان سے کتاب حاصل کر کے اس کی زیروکس کی جلد بندی کرائی اور آج یہ کاپی میرے کتب خانہ فاروقی اورینٹل لائبریری ادبستان، (متصلا محل کیمپس) محلہ گنگوارہ، پوسٹ سارا موہن پور، دربھنگہ۔ ۸۴۶۰۰۷ (بہار) میں موجود ہے۔ ''حدیقۃ الانساب'' کی دوسری جلد شائع نہیں ہو سکی ورنہ شمالی بہار کے مزید اہم خانوادوں سے عام لوگوں کی واقفیت ہوتی۔ اس طرح کی اور بھی کتابیں ''آئینہ ترہت'' (منشی بہاری لال فطرت، اشاعت ۱۸۸۳ء)، تذکرہ اولاد خواجہ عطاء اللہ الہ آبادی (قلمی) مرقومہ ۲۲/محرم الحرام ۱۳۵۸، مرتب: حکیم شاہ محمد شعیب اعیانِ وطن (حکیم شاہ محمد شعیب پھلواری شریف، پٹنہ، اشاعت: ۱۳۷۲): ''تاریخِ بارہ گانواں ومضافات'' (مرتب: ڈاکٹر مجیب الرحمٰن کولکاتا) اشاعت مئی ۱۹۷۸، ''اشراف عرب'' (مؤلف سید نجم الحسن فضلی، اشاعت: ۱۹۹۳، کراچی، پاکستان) ''اشکوں کے پھول'' (شعری مجموعہ مانی فاروقی، اشاعت: ۱۹۹۴ء) ''وادی بالان'' (ڈاکٹر آغا عماد الدین، اشاعت: ۱۹۹۵ء) ''نقوش علی نگر'' (غلام فرید اشاعت: ۲۰۰۵)، ''منظومات آسی'' (ترتیب وتدوین: ڈاکٹر حسن امام، درد، اشاعت: ۲۰۰۸) ''تذکرہ آل تراب'' (مصنف: عبد الخالق خلیق، مرتب عمر پروفیسر حافظ شائق احمد یحیٰ، اشاعت: ۲۰۱۰ء)، ''ڈاکٹر امام اعظم: اجمالی جائزہ'' (ڈاکٹر ایم صلاح الدین، اشاعت ۲۰۲۲ء) اور ''شناخت'' نسب نامہ (ابو اللیث جاوید، اشاعت: ۲۰۲۰) شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کتابیں شائع ہوتی ہوں گی جن کے نام اس وقت ذہن میں نہیں آرہے ہیں۔ (ماخوذ از کتاب صفحہ ۵، ۶)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس کتاب کو مرتب کر کے ایک بڑا علمی وتاریخی کارنامہ انجام دیا، میری طرف سے وہ مبارکباد قبول فرمائیں، اللہ ان کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے۔

152 صفحات پر مشتمل کتاب ظاہری ومعنوی دونوں اعتبار سے حسین ودیدہ زیب ہے، ایسی خوبصورت کتابیں شاذ ہی شائع ہوتی ہیں۔ لہذا علم دوست حضرات کو اس کتاب سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔ خواہشمند حضرات 350 روپے میں بک امپوریم اردو بازار سبزی باغ پٹنہ سے خرید سکتے ہیں۔ یا براہ راست مرتب کتاب کے موبائل نمبر 9431085816 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اهل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

دربار شاہی میں حضرت حذیفہؓ کا سنت پر عمل: مشہور روایت ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ فارس تشریف لے گئے، شاہی دسترخوان پر کھانے کے لئے بیٹھے، ان سے ایک لقمہ نیچے گر گیا، انہوں نے اس لقمہ کو اٹھایا اور صاف کرکے کھالیا، بعض نے کہا یہاں کے امراء اس عادت کو ناپسند کرتے ہیں، آپ نے یہ لقمہ اٹھایا اور صاف کرکے کھالیا، فرمانے لگے "انترک سنة حبیبی لهؤلاء الحمقاء" کیا میں ان احمقوں کی خاطر اپنے آقا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں، سوچئے تو سہی کہ صحابۂ کرام نے ایک ایک سنت پر کتنی محبت سے عمل کیا، وہ علم کے بھی وارث بنے، عمل کے بھی وارث بنے، احوال کے بھی وارث بنے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری اداؤں کے بھی وارث بنے، اسی طرح یہ عمل صحابۂ علم سے امت تک آگے پہونچا جس طرح میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اس کو دے گئے تھے۔(خطبات ذوالفقار:۱۸۳/۳)

اس کو محبت نہ ہوتی تو توفیق تہجد نہ دیتا: ایک شخص بازار جارہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک باندی کا مالک اسے بیچ رہا ہے مگر خریدار کوئی نہیں، وہ باندی دیکھنے میں بہت دبلی پتلی سی نظر آرہی تھی۔ اس شخص نے اس باندی کو معمولی داموں میں خریدلیا۔ جب رات کو آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ وہ باندی تہجد کی نماز پڑھ کر دعا کررہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اے اللہ آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، اس شخص نے ٹوکا کہ یوں نہ کہو، بلکہ یہ کہو اے اللہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم، یہ سن کر وہ باندی بگڑ گئی اور کہنے لگی میرے آقا، اگر اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو مجھے ساری رات مصلے پر نہ بٹھاتا اور آپ کو یوں میٹھی نیند نہ سلاتا۔ یہ کہہ کر اس باندی نے رو رو کر دعا کی کہ اے اللہ اب تک میرا معاملہ پوشیدہ تھا اب مخلوق کو پتہ چل گیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلالے چنانچہ وہیں مصلے پر بیٹھے بیٹھے اس کی روح پرواز کرگئی۔(عشق الٰہی، ص:۴۴)

عشق نے مشقت میں حلاوت پیدا کر دی: ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ابوبکرؓ کو پھٹے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا ابوبکرؓ تمہارا ایک وقت کتنا خوشحالی کا تھا۔ اب تمہیں دین کی وجہ سے کتنی مشقتیں اٹھانی پڑ رہی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ ایک دم تڑپ کر بولے: "مالو عشت عمر الدنیا و اعذب به جمیعا اشد العذاب لا یفرجنی فرج الملح" (اگر ساری زندگی اسی مشقت میں گزاروں اور شدید عذاب میں مبتلا ہوں پھر بھی دوست کی دوستی میں جو وسعت اور کشادگی ہے وہ حاصل نہیں ہوتی)۔(عشق رسول، ص:۶۶)

عظمت الٰہی پر ملی معرفت باری: ذوالنون مصری ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں ان کو جو ولایت ملی اس کا واقعہ بڑا عجیب ہے دوستوں کے ساتھ جارہے تھے ایک جگہ بیٹھے کسی دوست نے وہاں موجود ایک پتھر ہٹایا جیسے ہی ہٹایا تو محسوس کیا کہ اس کے نیچے کوئی چیز ہے۔ جب سب جگہ کھودی تو خزانہ ملا سونا، چاندی، جواہر، بڑی قیمتی چیزیں تھیں، اس کے اندر بڑا خوبصورت اللہ کا نام بھی لکھا ہوا تھا، اب انہوں نے کہا کہ جی تقسیم کیسے کریں، تو انہوں نے کہا کہ میاں سونا چاندی تم سب تقسیم کرلو اور یہ جو اللہ تعالیٰ کا خوبصورت نام ہے یہ مجھے دیدو، چنانچہ انہوں نے اللہ کے خوبصورت نام کو خود پسند کرلیا، ان کو خواب میں کسی بزرگ کی زیارت ہوئی، اور اس بزرگ نے کہا کہ چونکہ تم نے مال اور چاندی کو قربان کردیا اور اللہ کے نام کو پسند کرلیا، لہذ اللہ نے تمہیں اپنی ذات کے لیے پسند کرلیا۔ اٹھے تو ان کے دل میں اللہ کی محبت اتنی بھر چکی تھی کہ ان کو اللہ کی معرفت نصیب ہوگئی۔ اللہ کا نام پسند کرنے پر اللہ کی معرفت مل گئی۔(تمنائے دل ص ۴۸)

مقدر سے ملی جس کو محبت کی فراوانی   اس کے ہاتھ سے ہوتی ہے روشن شمع ایمانی

شیخ طریقت کی عزت باعث معرفت: حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے پاس ایک بزرگ آتے تھے ان کا نام تھا ابوہاشم، امام احمد بن حنبلؒ ان کو ابو ہاشم صوفی کہا کرتے تھے، یہ صوفی کا لفظ امام احمد بن حنبلؒ فقیہ کی زبان سے نکلا ہے، جب وہ آتے تو امام احمد بن حنبلؒ کئی دفعہ اپنا درس بھی موقوف کرکے کھڑے ہوجاتے تھے اور ان کو پاس بٹھاتے، اب طلبہ کے دل میں اشکال ہوتا کہ امام صاحب اتنے بڑے عالم، جبال العلم اور یہ تو ایک ذاکر شاغل بزرگ ہیں، ان کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور درس بھی کئی دفعہ چھوڑ دیتے ہیں، ان کی باتیں سنتے ہیں، تو ایک شاگرد نے پوچھ لیا کہ حضرت ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ ان کا اتنا اکرام کیوں کرتے ہیں؟ امام احمد بن حنبلؒ نے عجیب عالمانہ جواب دیا، فرمایا: دیکھو! میں عالم بکتاب اللہ ہوں اور ابو ہاشم عالم باللہ ہیں اور عالم باللہ کو عالم بکتاب اللہ پر فضیلت حاصل ہے، امام صاحب ان کی صحبت اختیار فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ابو ہاشم کوفی نہ ہوتے ریاء کی باریک باتوں سے میں کبھی واقف نہ ہوسکتا۔(دوائے دل:۲۴۹)

مجذوب در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے   صد شکر حق نے آپ کا سائل بنادیا

بشر جافیؒ کو ادب سے کیا مقام ملا: بشر جافیؒ کا مشہور واقعہ ہے "جافی" کہتے ہیں ننگے پاؤں چلنے والا، وہ کہیں جارہے تھے کہ ایک کاغذ پر اللہ کا نام دیکھا دل میں خیال آیا اللہ کا نام کاغذ پر لکھا زمین پر پڑا ہے؟ تو اسی وقت اللہ کا نام اٹھایا اور اونچی جگہ پر رکھ دیا اسی وقت اللہ نے الہام فرمایا: اے میرے پیارے تونے میرے نام کو اپنے پاؤں سے اٹھاکے سر تک پہونچایا، میں تمہارے نام کو فرش سے اٹھاکر عرش تک پہونچاؤں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فقط اپنے نام کے ادب کی وجہ سے اپنی محبت عطا فرمادی، جب محبوب سے محبت ہوتی ہے تو اس کا نام بھی پیارا لگتا ہے اور اس کا کام بھی پیارا لگتا ہے، اس کی یاد میں بیٹھنے کو دل کرتا ہے یہ سب چیزیں اس کی محبت کے اثرات ہیں "ان المحب لما یحب مطیع" محبوب کی ملاقات سے دل نہیں بھرتا چاہے جتنی مرتبہ ہو۔(تمنائے دل، ص:۴۸)

سونے نہیں دیا: حضرت امام شافعیؒ مصر میں مقیم تھے، اس لیے وہاں شوافع زیادہ ہیں، انھوں نے اپنے شاگرد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ بہت عرصہ ہوا آپ تشریف نہیں لائیے، آپ سے ملاقات کو جی چاہتا ہے، حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فوراً اپنا پروگرام لکھ بھیجا کہ فلاں دن حاضر ہورہا ہوں، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر اپنے ملنے جلنے والوں، دوست احباب اور حضرات علماء کو ان کی آمد کی اطلاع دی، پھر ان کی دعوت اور استقبال کا خصوصی اہتمام کیا لوگوں کو بتایا! اگرچہ وہ میرے شاگرد ہیں، مگر وہ ایک جلیل القدر عالم دین ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ حضرت امام شافعیؒ اپنے شاگردوں اور دوسرے علماء کو لے کر استقبال کے لیے شہر سے باہر تشریف لائے، مصر کا بادشاہ جو حضرت امام شافعیؒ کا معتقد تھا وہ بھی امام احمد بن حنبلؒ کے استقبال کے لیے ارکان دولت، اور امراء سلطنت کے ہمراہ شہر سے باہر آگئے، حضرت امام شافعیؒ نے عزت واحترام کے ساتھ اپنے گھر مہمان ٹھہرایا اور کھانے کا عمدہ نظم بھی کیا، جب حضرت امام احمد بن حنبلؒ استاذ محترم کے گھر کھانا کھانے بیٹھے تو دیر تک اس طرح کھاتے رہے کہ کئی روز کے بھوکے ہوں باقی لوگ کھانا کھاکر اٹھ گئے مگر آپ پھر بھی کھاتے رہے، لوگ متعجب ہوئے کہ حضرت امام شافعیؒ نے تو ان کی تعریف کی تھی کہ یہ بڑے اللہ والے اور بزرگ انسان ہیں، مگر یہ تو خوب پیٹ بھر کر کھارہے ہیں، حضرت امام شافعیؒ کے گھر والوں میں بھی ان کے بارے میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں، جس کمرے میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے لیے قیام کا انتظام تھا حضرت امام شافعیؒ کی بچیوں نے مصلیٰ، مسواک، استنجاء کا سامان اور وضو کے لیے لوٹا رکھ دیا کہ جب وہ تہجد کے لیے اٹھیں تو انھیں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے آرام کیا اور صبح اٹھ کر فجر کی نماز پڑھنے چلے گئے تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بچیاں کمرے میں آئیں تو دیکھا کہ پانی کا لوٹا ویسے کا ویسا بھرا ہوا ہے نہ استنجاء کا سامان اور مسواک استعمال ہوئی ہے، سب کچھ جیسا تھا ویسا ہی رکھا ہوا ہے، اب ان کے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید رات کو چونکہ زیادہ کھالیا تھا اس لیے تہجد کے لیے آنکھ نہیں کھلی، جب حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فجر کی نماز پڑھ کر واپس تشریف لائے تو گھر والوں نے حضرت امام شافعیؒ سے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ تو بڑے اللہ والے اور بزرگ ہیں مگر رات کو انھوں نے کھانا بھی خوب کھایا اور جو ہم نے استنجاء کا سامان اور پانی رکھا تھا وہ بھی استعمال نہیں ہوا، اندازہ ہے کہ رات کو تہجد کی نماز بھی نہیں پڑھی ہوگی۔

حضرت امام شافعی کو بھی تشویش ہوئی، لہذا انھوں نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو تنہائی میں پوچھا کہ اس طرح کی باتیں سننے میں آرہی ہیں کہ آپ نے کھانا بھی غیر معمولی طور پر زیادہ کھایا اور جس کمرے میں آپ کے سونے کا نظم تھا اس میں آخری شب میں استعمال کے لیے جو چیزیں رکھی گئی تھیں وہ بھی استعمال میں نہیں آئیں، کیا بات ہوئی؟ آپؒ پہلے تو ایسے نہیں تھے کیا میرے یہاں سے جانے کے بعد آپ کے مزاج میں کچھ تبدیلی آگئی ہے، چونکہ اس دور کا عمومی مزاج تہجد کے لیے اٹھنا عام معمول تھا، حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ حضرت! میرے بارے میں جو چہ می گوئیاں ہورہی ہیں وہ غلط فہمی پر محمول ہیں بلکہ بات کچھ اور ہے کہ جس وقت کھانا کھانے آپ کے دسترخوان پر پہنچا اور جس وقت میں نے اس کمرے میں قدم رکھا تو میں نے دیکھا کہ اس کھانے کے حلال اور طیب ہونے کی وجہ سے وہ کمرہ نور سے چکا چوند ہورہا ہے اور یہ دیکھا کہ آسمان سے لے کر اس دستر خوان تک انوار کی بارش ہورہی ہے۔ یہ صورتحال دیکھی تو سوچا کہ شاید اس سے حلال اور طیب کھانا مجھے زندگی میں نہیں ملے گا، لہذا جتنا زیادہ ہو اسے کھا لیا جائے کیونکہ اس کا ذرہ ذرہ ایمان اور دل کو روشن کرنے والا ہے، اس لیے مجھ سے جتنا زیادہ کھایا جاسکا کھالیا، میں نے یہ نہیں دیکھا کہ کون کتنا کھارہا ہے اور میرے بارے میں کیا سوچ رہا ہے جہاں تک مجھ میں کھانے کی سکت تھی کھاتا گیا اور پھر حلال کھانے کی وجہ سے بدہضمی بھی نہیں بلکہ وہ سریع الہضم ہوتا ہے، بدن میں جاکر جزو بدن بن جاتا ہے اور روح کو منور کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، الحمدللہ! میں نے اس کا اثر محسوس کیا، کھانا کھانے کے بعد نہ تو مجھے بدہضمی اور نہ ہی کوئی تکلیف ہوئی، پھر کھانا کھانے کے بعد عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر جب میں کمرے میں آیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے آرام کا انتظام کیا تھا وہاں جاکر تو میری حالت ہی بدلی ہوئی تھی سونے اور آرام کرنے کی طرف میلان نہ تھا، اگرچہ میں لمبا سفر کرکے آیا تھا مگر اس کھانے میں اتنی غذائیت اور توانائی تھی کہ میری تھکان اور سستی بھی جاتی رہی اور جب میں سونے کے لیے لیٹا تو مجھے نیند نہ آئی، لہذا میں لیٹے لیٹے قرآن وحدیث پر غور کرتا رہا حتی کہ پوری رات غور وفکر کرتے ہوئے گزار دی اور اس رات میں نے قرآن وحدیث سے ایک سو (100) مسائل مستنبط کرلیے اور وہ مسائل ایسے تھے جو اس سے پہلے کبھی میرے ذہن میں آئے بھی نہیں تھے اور نہ ہی کبھی ان کی طرف خیال گیا تھا لیکن جب آج کی رات میں نے غور کیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ قرآن وحدیث کے علوم واسرار میرے سامنے کھلے ہوئے ہیں، تمام مسائل کی تفصیل اور جوابات میرے ذہن میں آتے چلے گئے اور صبح تک میں مسائل کا استنباط کرتا رہا اور اسی حالت میں صبح ہوگئی یہ سب آپ کے کھانے کے اثرات وبرکات تھے جو رات بھر میں نے محسوس کیے، اس لیے تہجد کے وقت نہ تو لوٹا استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی اور نہ مسواک کی اور وہی عشاء کا وضو فجر میں میرے کام آیا، یہ سن کر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر والوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا اور جو لوگ شک میں مبتلا تھے ان سے کہا کہ تم نے ان کی شان میں گستاخی کی ہے، لہذا ان سے معافی مانگو، ان کا حال تو یہ ہے۔(بحوالہ خطبات حکیم الاسلام)

اعمال کی قیمت: ایک مرتبہ سکندر بادشاہ کا اپنے لشکر سمیت بحر ظلمات پر گذر ہوا، وہاں اس قدر تاریکی تھی کہ آدمی کو اپنا ہاتھ تک دکھائی نہ دیتا تھا، بادشاہ نے سارے لشکر میں اعلان کرادیا کہ جو شخص اس تاریکی کے اندر ہمارے خزانوں سے جس قدر بھی لینا چاہے لے لے، جب وہ بحر ظلمات کو عبور کرکے روشنی میں آیا تو دیکھا کہ ایک شخص خالی ہاتھ ہے اور رورہا ہے، پوچھا کیوں رورہے ہو؟ کہنے لگا حضور! آپ کے اعلان کے باوجود میں آپ کے خزانوں میں سے کچھ نہیں لے سکا، اس لیے رورہا ہوں، بادشاہ آگے بڑھا، کچھ اور چلنے کے بعد دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں تو تھیلا موجود ہے اور وہ رورہا ہے، وجہ پوچھی تو بتایا کہ حضور اس لیے رورہا ہوں کہ میں ایک ہی تھیلا لاسکا میں چاہتا تو ایک تھیلا اور لاسکتا تھا۔ بادشاہ کچھ اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک شخص کے دونوں ہاتھوں میں بھرے ہوئے تھیلے ہیں اور وہ بھی رورہا ہے، اس سے پوچھا تم کیوں رورہے ہو؟ تمہارے دونوں ہاتھوں میں تو تھیلے ہیں، اس نے جواب دیا اس لیے رورہا ہوں کہ مجھے خزانے کی قیمت کا اندازہ نہیں تھا، یہ تو اب پتا چلا کہ یہ بہت قیمتی ہے اگر اسوقت پتا ہوتا تو میں اپنی کمر پر بھی بہت کچھ لادلیتا، بادشاہ نے سنا اور آگے چل دیا کچھ دور چلنے کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک شخص کے دونوں ہاتھوں میں تھیلے ہیں اور کمر پر بھی لادے کھڑا ہے، اسکے باوجود رورہا ہے، اس سے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ تم تو اپنے ہاتھوں کے علاوہ کمر پر بھی بہت سا لاد کر لائے ہو؟ اس نے کہا حضور! اللہ نے مجھے بڑی طاقت وقوت عطاء فرمائی ہے، میں چاہتا تو اور بھی بہت سی چیزیں سمیٹ کر لاسکتا تھا، لیکن میں نہیں لاسکا اس پر رورہا ہوں۔ دوستو! یہی حال قیامت کے دن ہوگا جب آدمی کو اعمال کی قیمت کا پتا چلے گا کہ چھوٹے چھوٹے عمل پر اللہ پاک کیا کچھ عطا فرمائیں گے تو اسے وہاں ایسی حسرت ہوگی کہ میرے پاس فرصت تھی، طاقت وقوت بھی تھی میں اپنے لیے بہت کچھ ذخیرہ کرسکتا تھا لیکن نہیں کرسکا اور اپنی زندگی فضول کاموں میں ضائع کردی۔

Scanned with CamScanner

رفیق بنو فریق نہ بنو!!

مولانا محمد کلیم صدیقی

ملت کو درپیش مسائل میں ایک بڑا سانحہ یہ ہے کہ دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والوں میں ربط اور جذبہ تعاون مفقود سا ہوتا جارہا ہے، بلکہ بات یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ ایک ہی شعبہ میں اور ایک ہی نظم سے وابستہ افراد میں بھی حد درجہ رقابتیں ہیں، زندگی کا اکثر حصہ دوسروں کو نیچا دکھا کر اپنے لئے میدان صاف کرنے میں خرچ ہوجاتا ہے۔ ہر آدمی کا خیال یہ ہے کہ جو کام میرے ہاتھ سے ہو رہا ہے یا جسے میں کر رہا ہوں وہ تو کام ہے اور وہی حق ہے اور جو کوئی دوسرا کر رہا ہے وہ کچھ نہیں، حال یہ ہے کہ اپنے کام کی اہمیت اور دوسرے کے کام کے استخفاف کا جذبہ ہے، دوسرے شعبوں اور تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرنے والوں کے لئے کلمہ خیر کہنے اور ان کی خدمات کے اعتراف کا حوصلہ مفقود ہوگیا ہے جس کی وجہ سے رب کریم کی دی ہوئی قیمتی صلاحیتیں منفی کاموں میں ضائع ہو رہی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ملت کے دردمند افراد اور خدام دین اس اہم مرض کے ازالہ کے لئے کوشش کریں اور جس خوش نصیب کو اللہ نے دین کے کسی بھی حصہ کی خدمت کی توفیق بخشی ہے وہ اپنی ذات کے ذریعہ اس مرض کے ازالہ کی فکر کرے۔

امریکہ میں دعوت دین اور اسلام کے لئے بہت سے افراد اور تنظیمیں کوشش کر رہی ہیں، وہاں کے اصحاب درد نے مرشدی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے سفر امریکہ کے موقع پر دینی کام کرنے والوں کے درمیان باہمی ربط اور جذبہ تعاون کی کمی کی وجہ سے فکرمند ہو کر اس مرض کے علاج کے لئے حضرت مولاناؒ سے خطاب کی درخواست کی، اس موقع پر حضرت مولاناؒ نے جو خطاب فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے۔ ''دو چیزوں کو جوڑنے کے لئے ایک ذریعہ اور جوڑنے والے مادہ کی ضرورت ہوتی ہے کاغذ کو جوڑنے کے لئے الگ لوشن استعمال کیا جاتا ہے لکڑی کو جوڑنے کے لئے الگ لوشن استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح دلوں کو جوڑنے والا ایک گوند ہے وہ ہے اخلاص اور تعلق مع اللہ، دلوں کو صرف تعلق مع اللہ اور اخلاص کی بنیاد پر جوڑا جاسکتا ہے، ایک طبیب حاذق کی اس تجویز سے یہ بھی تشخیص ہوتی ہے کہ دین کے مختلف شعبوں کا کام کرنے والوں میں رقابت اور رسہ کشی کی وجہ اخلاص کی کمی یا اخلاص کا نہ ہونا ہے اور اخلاص کی علامت اور پہچانے جانے کے لئے حضرت سید احمد شہیدؒ کا یہ ملفوظ مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے ارشاد فرمایا: دین کا مسلمہ اصول ہے کہ اخلاص کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں اور اخلاص کی ترازو یہ ہے کہ اگر دین کے ہر کام کرنے والے کی احسان مندی دل میں ہے تو دل میں اخلاص ہے ورنہ نہیں، کام کرنے والوں سے اگر یہ رقابت ہے کہ اس کا ادارہ کیوں چل رہا ہے؟ وہ کیوں کام کر رہا ہے؟ دوسروں کے ذریعہ ہونے والا کام کچھ نہیں جو میں کر رہا ہوں بس وہ کام ہے، اگر یہ جذبہ ہے تب اسے چاہئے کہ یا تو اپنی نیت کی اصلاح کرے ورنہ کام بند کردے، اخلاص یہ ہے کہ ہر آدمی دین کے ہر کام کو اپنا ذاتی کام سمجھے، آپ کا اپنا گھر بن رہا ہو اور کوئی آدمی آکر اس میں کام کرنے لگے، سیمنٹ ملانے لگے، اینٹیں پکڑوانے لگے تو آپ اس کے کتنے احسان مند ہوں گے کہ میرا کام تھا میری ذمہ داری تھی اور یہ میرا ہاتھ بٹا رہا ہے۔ علامہ شوکانیؒ نے بھی یہ اصول ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی جگہ یا کسی میدان میں دین کا کام کر رہا ہو اگر اس جگہ کوئی اس سے اچھا کام کرنے والا شخص آجائے تو اخلاص کی علامت یہ ہے کہ اس کا احسان مند ہو کر نئے آنے والے کو کام کا موقع دے اور خود دوسری جگہ کام شروع کردے اور اس کام کرنے والے کا پورا تعاون کرتا رہے، غرض دینی تنظیموں اور کارکنان میں ربط و تعاون کے لئے اخلاص اور تعلق مع اللہ ہی بنیاد بن سکتا ہے، اخلاص دل کی ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس کا ہر ایک انسان مکلف ہے، اخلاص پیدا کرنے اور اسے باقی رکھنے کا شریعت نے بھی حکم دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص پیدا کرنا اور باقی رکھنا اختیاری ہے، کبھی آدمی کام کے شروع میں بہت مخلص ہوتا ہے اور اخلاص کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتا ہے کبھی اس کا برعکس بھی ہوتا ہے، آدمی ابتداء میں غیر مخلص ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ اخلاص نصیب ہو جاتا ہے۔

اخلاص پیدا کرنے اور اس کو باقی رکھنے کے لئے ایک بہت ہی مجرب نسخہ پیش خدمت ہے کہ آدمی دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرے اور پیچھے لگنے کا مزاج بنائے ہر آدمی کو اپنے سے جوڑنے کی کوشش نہ کرے اور آج دین کا ہر خادم اور ہر دینی تنظیم کے افراد یہ کوشش کرتے ہیں کہ سب لوگ ہمارے ساتھ جڑیں اور ہمارے پیچھے لگیں۔ حضرت تھانویؒ کے بقول ہر آدمی مقتدا بننا چاہتا ہے تو مقتدی کہاں سے آئیں گے۔ اس لئے اپنے کو مقتدی بنائیں مقتدا بننے سے گریز کریں جو خادم دین سب کو اپنا مقتدا بنانے اور سب کو اپنے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتا ہے، اول تو اس کے دل میں اخلاص ہوتا ہی نہیں اور اگر کچھ ہوتا بھی ہے تو رفتہ رفتہ رخصت ہو جاتا ہے، اس کے برخلاف مقتدی بن کر دوسروں کے ساتھ جڑ کر کام کرنے والوں میں شروع ہی سے اخلاص ہوتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے اور اگر بالفرض شروع سے اخلاص نہ بھی ہو تو رفتہ رفتہ اخلاص پیدا ہو جاتا ہے ہر خادم دین کو دوسروں کے ساتھ جڑ کر کام کرنے اور پیچھے لگ کر کام کروانے کا حوصلہ کرنا چاہئے۔ یہ بات اگرچہ نفس پر شاق ہے مگر اس میں بڑی عافیت اور برکت ہے۔ دوسروں کے ساتھ جڑ کر کام کرنے والا آدمی دین کے ہر خادم کا رفیق بنے گا اس کا فریق نہیں بنے گا اور اپنے ساتھ ہر ایک کو جوڑنے والا ہر دوسرے شخص کو اپنا رقیب سمجھے گا، اس سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کا یہ ملفوظ بھی مشعل راہ بنا لینے کے لائق ہے کہ ''دین کے ہر کام کرنے والے کے رفیق بنو فریق نہ بنو''۔

یہ بات کتنی افسوسناک ہے کہ جو لوگ اپنے ذاتی مشاغل اور روزگار میں لگے تھے باہمی مودت اور محبت کے جذبہ کے ساتھ ایک دوسرے کا تعاون کرتے تھے وہی لوگ جب دین کے کام میں لگ گئے تو رقابتیں پیدا ہوگئیں وہ دین جو انہیں جوڑنے آیا ہے اور جس نے قرآن کریم کی زبان میں یہ اعلان کیا تھا۔ **واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها** (آل عمران ۱۰۳) ''اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا مت ہو جاؤ اور اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جب تم دشمن تھے تو تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اس نعمت سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا''، اسی دین کے کام میں لگ جانے والوں میں عدم اخلاص کی بناء پر رقابتیں پیدا ہوگئیں۔ بعض دفعہ ایک مخلص آدمی بھی ایک غلطی کا شکار ہو جاتا ہے دین کے کسی خاص شعبہ میں کسی خاص نہج پر کسی تنظیم یا جماعت سے جڑ کر یا کسی بڑے کی عقیدت اور محبت میں کوئی آدمی دین کا کام انجام دے رہا ہو تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ بھی دین کے اس شعبہ میں اسی تنظیم کے زیر سایہ ان کے شیخ و پیشوا کی سرپرستی میں کام کریں، یہ جذبہ انسان کا فطری جذبہ ہے لیکن اگر اس میں یہ خواہش شامل ہو جائے کہ دوسرے لوگ اپنے کام سے الگ ہو جائیں یا ان کے کام کا رد ہونے لگے تو یہ صحیح نہیں اور یہ بات ممکن بھی نہیں ہے اس لئے اگر آپ یہ خواہش کرنے لگیں کہ آپ اپنے والد کو اپنا والد سمجھتے ہیں تو سارے لوگ بھی اپنے والد کو چھوڑ کر انہیں اپنا والد سمجھنے لگیں، یا آپ جس کو اپنا ماموں کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں ہر آدمی اسے اپنا ماموں کہنے یا سمجھنے لگے تو خیال کیسا غلط ہوگا۔

یہ بات تو ممکن ہے کہ آپ دین کے ہر شعبہ اور نہج میں کسی خادم دین کا تعاون کرتے ہوئے اپنے کاموں میں اس کی معاونت کے خواستگار ہوں لیکن اس کو تنظیم اور کام سے ہٹا کر اپنے ساتھ جوڑنا کسی طرح مناسب نہیں، اس لئے بھی کہ وہ شخص جس کام میں لگا ہوا ہے بڑی کوششوں اور مجاہدوں کے بعد، اپنے ذاتی مسائل اور مشاغل کے ہجوم میں اس نے ایک ترتیب قائم کی ہے، اگر آپ نے اس کو اس کے کام سے ہٹا دیا تو شاید شیطان اور نفس بھی اس کام سے ہٹنے میں اس کا تعاون کریں لیکن اس کے بعد اس کے لئے یہ ضروری تو نہیں کہ اس کے حالات آپ کے خاص حالات اور نہج سے میل کھائیں بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص جس نہج پر کام کر رہا ہوتا ہے جب اسے چھوڑ دیتا ہے تو دوسرے کام کے ساتھ اس کا تال میل نہیں ہو پاتا، اس صورت میں نہ وہ ادھر کا رہتا ہے نہ ادھر کا۔ اس لئے اگر کوئی خادم دین کسی خاص ترتیب و تنظیم سے لگا ہوا ہے تو اسے اس سے جدا کرنا کسی طرح بھی مفید نہیں، اس کو اس کی ترتیب کے ساتھ جڑا رکھ کر آپ اپنے لئے تعاون کی امید کر سکتے ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی تحریک اور تنظیم کے تعاون کے لئے ایسے افراد تلاش کریں جو دینی خدمت کے کسی خاص شعبہ سے وابستہ نہیں ہیں، اس طرح ایسے افراد کو دینی کام سے لگا دینا بھی خود ایک بڑی خدمت ہوگی ہر انسان کے اندر کچھ خوبیاں ہوتی ہیں اور کچھ خامیاں بھی۔ گناہوں اور کوتاہیوں سے معصوم تو صرف نبی ہوتا ہے اس لئے کیا ضروری ہے کہ دینی کام کرنے والوں کی کوتاہیاں اور کمزوریاں ہی ہماری مجلس کا موضوع بنی رہیں؟

اس لئے ضروری ہے کہ دینی کام کرنے والا ہر خادم، دین کے ہر کام کرنے والے کی خدمات کا اعتراف وسعت قلب اور جذبہ احسان مندی کے ساتھ اپنی ذات سے شروع کرے اور پھر اپنے تمام رفقاء کو سب کے لئے کلمہ خیر کہنے کا عادی بنائے اور کلمہ شر ادا کرنے سے منع کرتا رہے، اس کے نتیجہ میں باہمی رفاقت کا جذبہ پیدا ہوگا اور ملت کے قابل قدر افراد کی ٹیم کی صلاحیتیں مثبت اور تعمیری کاموں میں استعمال ہو سکیں گی اور یہ مومن نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی کسوٹی پر اپنے کو حقیقی مومن ثابت کر سکے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **المومن للمومن كالبنيان يشد بعضه بعضا** (بخاری) ''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی اینٹوں کی طرح ہے کہ ایک اینٹ سے دوسری کو تقویت پہونچتی ہے''، واضح ہو کہ آپس کے اتحاد کے لئے کوئی ایک دوسرے کو چپکانے والی اور ملانے والی مادی شئی، دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی ہے بلکہ اتحاد ملت اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق اور اس کا خاص انعام ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اے نبی! اگر آپ ساری دنیا کے خزانہ بھی خرچ کر دیتے تو ان صحابہ کے قلوب میں الفت و محبت اور اتحاد و یگانگت نہیں پیدا کر سکتے تھے لیکن اللہ نے ہی اپنے فضل و کرم سے بطور انعام و احسان ان میں آپس میں الفت پیدا فرما دی (سورہ انفال: ۶۳)

ظاہری طور پر اگر کوئی چیز اتحاد کے لئے محرک ہو سکتی ہے تو وہ خطرے کا احساس ہے جب خطرے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے تو انسان خود بخود متحد ہو جاتا ہے ہم جو ہندوستان میں آپسی انتشار کا شکار ہو کر ایک دوسرے کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں وہ خطرہ کا احساس پیدا نہ ہونے کی وجہ سے ہے، میں الحمدللہ فطرتاً رجائی واقع ہوا ہوں، یعنی میرا ذہن مایوسی کی طرف کم جاتا ہے اس خطرناک دور میں بھی جس میں لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کو خطرے میں سمجھا اور یہ قیاس کیا کہ ہندوستان میں بھی اسپین کے سے حالات پیدا ہوں گے، تو میں ایسے وقت بھی مایوس نہیں ہوا لیکن اب حالات کے گہرے مطالعہ کے نتیجہ میں میرا ذہن اس بات کی طرف جا رہا ہے کہ مسلمانوں کے حالات بہت بگڑتے جا رہے ہیں، یہاں حالت یہ ہے کہ اگر کسی فرد کو دوسرے فرد سے یا جماعت کو دوسری جماعت سے ایک فیصد بھی اختلاف ہو تو سو فیصد مخالفت کی جاتی ہے، افسوس کہ ہم میں کردار کشی اور کسی کی عزت کو خاک میں ملا دینے کا مذموم جذبہ پروان چڑھ رہا ہے۔ اس کے برخلاف ہماری ہمسایہ قوم میں یہ بات ہمارے مقابلہ میں چوتھائی بھی نہیں، مثلاً گاندھی جی سے اختلاف کے باوجود انہیں ذلیل کرنے، بدنام کرنے اور کرانے کی کوشش نہیں کی گئی، خاص طور پر ہماری صحافت کا یہ بڑا عجیب ہے کہ وہ مخالفت میں حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔

ایک ایسی ملت جو اپنے اندر اخلاق حسنہ کی عظیم تاریخ رکھتی ہو اس کی یہ افسوسناک صورت حال ہے کہ ذرا بھی کسی فرد یا جماعت سے ناپسندیدگی کا جذبہ پیدا ہو تو کسی رعایت کے بغیر آگ کی طرح اس کی مخالفت کی جاتی ہے، کسی قیادت شخصیت یا ادارے کا احترام اور اس کی افادیت کو تسلیم کرنا مفقود ہوتا جا رہا ہے اس سے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں اس ملک میں ایسے حالات نہ پیدا ہو جائیں کہ ہم اچھوت کی طرح ہو جائیں، اجتماعی طور پر آپس میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے کی صلاحیت مسلمانوں سے ختم ہوتی جا رہی ہے، ذرا سا کسی کو ابھرتا ہوا دیکھیں تو اس کی مخالفت میں سارا زور صرف کر دینا ہمارا وطیرہ بن گیا ہے ایسا بھی نہیں کہ کوئی شدید بنیادی اختلاف اور ٹکراؤ پیدا ہو رہا ہے بلکہ صرف نظریاتی اختلاف ہی کو بنیاد بنا کر فساد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ماحول سے آنکھیں بند کر لینا اور فضا کو ہموار کرنے کی کوشش نہ کرنا ہماری عادت سی بن گئی ہے۔

ہم نہ حالات کو سمجھنا چاہتے ہیں اور نہ ملکی نقطہ نظر سے کبھی اس بات پر بھی غور کرتے ہیں کہ ہم اس ملک کو کچھ دے بھی سکتے ہیں، ہمارا حال ایک جزیرے کا بلکہ جزیروں میں جزیرے کا سا ہو گیا ہے ملت اسلامیہ خود بخود ایک جزیرہ اور پھر جزیروں میں جزیرہ بن کر رہ گئی ہے ہر ادارہ ہر پارٹی بلکہ ہر انجمن ایک جزیرہ بن گئی ہے، میرے ذہن پر خوف طاری ہو رہا ہے کہ اس ملک کا اور اس ملک میں رہنے والوں کا کیا ہوگا، ابھی تک دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ کسی طرف سے بھی یہ کوشش نہیں کی جا رہی ہے کہ کسی ادارے، جماعت انجمن یا فرد کی حقیقی افادیت اور اس کی قدر و قیمت کو سنجیدگی سے سمجھا جائے ابھی تک اس کی بھی کوئی کوشش نہیں کی جا رہی ہے کہ اکثریت صحیح معنی میں ہمیں سمجھے اور ہماری افادیت و ضرورت کو محسوس کرے۔

انسانیت کی خیرخواہی ودردمندی

محمد عبد اللہ مغیثی

آج ساری دنیا بے چین و پریشان ہے اور ضرب وکرب کے بھیانک ماحول میں بری طرح گرفتار ہے، مصائب وآلام کے دلدل میں پھنسی ہوئی ہے، اپنی جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ میں غیر مامون ہے، ہر چہار جانب خوف وہراس کی فضائیں عروج پر ہیں، ظلمت وگمراہی کا سایہ طویل ہوچکا ہے، فتنہ وفساد اور بے حیائی کا بازار گرم ہے، انسانیت، اخلاقی انحطاط سے دو چار ہے، یاس وناامیدی کے بادل چھائے ہوئے ہیں، انسانی وقار اور اخلاقی اقدار پامال ہوچکے ہیں اور سارے سماج میں قتل وغارت گری، بنیادی حقوق کی پامالی، خانہ جنگی، سیاسی اجارہ داری، رشوت ستانی ظلم واستحصال، مادہ پرستانہ طرز زندگی اور جنسی بے راہ روی نے ان گنت مسائل پیدا کردئے ہیں اور پوری دنیا الگ الگ خطوں میں تقسیم ہوگئی ہے اور پوری قوم جدا جدا رنگ ونسل اور مختلف برادریوں، خاندانوں میں بٹ چکی ہے اور آپسی ذات پات اور برادریوں کے نام پر پورے سماج کے ٹکڑے کرکے ایسی عمیق خلیج پیدا کردی گئی ہے جس کا پاٹنا بہت مشکل ترین مسئلہ بن چکا ہے، عالمی سطح پر نفرت وعداوت، ظلم وستم، جبر وتشدد کی دیوار میں ہرراہ، گھر، محلہ، قریہ اور شہر میں کھڑی کردی گئی ہیں کہ انسانیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی ہے، مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اس درد کا کوئی درماں نہ ہو، اس کرب وبے چینی کے ماحول میں کوئی نباض ومعالج نہ ہو، بھٹکتی ہوئی انسانیت اور دم توڑتی ہوئی آدمیت کے لئے راہبر نہ ہو، سماج کے رستے ناسور کا کوئی علاج نہ ہو، اس لئے حق تعالی نے انسانیت کی ہمدردی اور اس کی خیرخواہی کے لئے ہر دور میں امن وسلامتی کے پیغامبر بھیجے جنہوں نے دنیا کو امن وسلامتی اور مساوات کا پیغام دیگر جبر وتشدد اور ناانصافی کو سماجی بہبود کیلئے سم قاتل قرار دیا، حق تعالی نے ''ولا تفسدوا فی الأرض بعد إصلاحها'' آیت کریمہ کے ذریعہ اس نا معقول عمل اور نازیبا حرکت کی سختی سے مذمت فرمائی جس کا مطلب ہے کہ ہم نے مختلف زمانوں میں انسانوں کی طرح رہنے کا سبق دینے کیلئے پیغمبر بھیجے جنہوں نے انسانیت کو صحیح راستے پر لگایا۔ پھر ان کے بعد ان کے جانشین، ان کے پیغام کے امین اور انسانیت کے بہی خواہ پیدا ہوتے رہے، جو خدا شناسی اور انسان دوستی کا سبق دیتے رہے، فتنہ وفساد، خانہ جنگی اور تخریبی عمل کی مذمت کرتے رہے، ہر ملک اور ہر دور میں انسانیت کے معلم ومصلح پیدا ہوتے رہے۔

ہمارے ملک میں خاص طور پر روحانی پیشوا، معلمین اخلاق، خداشناس اور انسان دوست ہستیاں کثرت سے پیدا ہوتی رہیں، چونکہ اسلام انسانیت کی فلاح وبہبود کا مذہب ہے وہ انسان کو بلند مقام اور اس کے لئے بلند اخلاق کو پسند کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالی کی طرف سے اس کو دوسری مخلوقات سے برتر قرار دیا گیا ہے، اسی نقطہ نظر کے مطابق انسانی برادر کے لئے شریعت اسلامی نے باعزت اصول مقرر کے ہیں، محسن انسانیت حضرت محمد نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے جو قیامت تک جاری رہنے والی ہدایت تھی، ایک انسان کو دوسرے انسان کے مساوی قرار دیا ہے، اور ایک دوسرے پر برتری صرف نیکی کی بنیاد پر بتائی ہے کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری والی زندگی کے، اسلام نے انسان کی بلند مقامی، اس کے بلند کردار وصفات میں رکھی ہے اور اس کے افراد کی مساویانہ حیثیت کو ایک دوسرے کے ساتھ مساویانہ برتاؤ میں رکھا ہے، محسن انسانیت حضرت رسول کریم کا عالمگیر پیغام قیامت تک دستور حیات ہے، آپؐ کے تشریف لانے سے پہلے انسانیت اپنے رب سے التجا کررہی تھی اور دعاء ابراہیمی اس بات کی منتظر تھی کہ کوئی ایسا انسان دنیا میں آئے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا ولولہ، حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسا ایثار، حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی سعی وکوشش، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا تقویٰ اور زہد اور حضرت لوط علیہ السلام جیسی جانفشانی موجود ہو جو سسکتی ہوئی اور دم توڑتی ہوئی آدمیت وانسانیت کے زخموں پر مرہم رکھ سکے اور اپنی محبت وشفقت اور رحمت ورافت سے بھٹکتی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لائے کہ اچانک فاران کی چوٹی سے ایک غلغلہ اٹھا اور نکہت ونور کی بارش شروع ہوگئی جس سے جہانِ رنگ وبو میں آثار حیات نمودار ہوئے اور دم توڑتی ہوئی انسانیت کو قرار حاصل ہوا حق تعالی نے عام انسانوں کیلئے اعلان فرمایا اور آپ کے عالمی انسانیت نوازی مشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوری عالم انسانت کیلئے رہبر کامل کی نشاندہی اس طرح فرمائی: قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً (سورہ اعراف) آپ کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہت تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اور ''وما ارسلنک الا رحمة للعالمین'' آیت قرآنی نے تو پوری انسانیت کے لئے رحمت ورافت اور رہبر کامل ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ آج عالمی امن وسلامتی اور خوشحالی کیلئے سیرت نبوی ہی کو نمونہ بنایا جاسکتا ہے، اسی سے معاشرہ کا سدھار اور ملک وقوم کی اصلاح واستحکام کا امکان ہے اور انسانی ہمدردی اور خیرخواہی کی امید ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے: ''بہتر انسان وہ ہے جس سے خیر کی امید کی جاسکے اور جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں اسی لئے مذہب اسلام نے میانہ روی، نرم روی، ملنساری اور خوش اخلاقی کی تعلیم دی ہے اور اسی کے ذریعہ غیروں کو گلے لگایا ہے، حضور کا ارشادگرامی ہے کہ وہ شخص میرا امتی نہیں جس کا پڑوسی اس سے رنجیدہ رہتا ہو اور وہ شخص میرا امتی نہیں جس کا پڑوسی بھوکا ہو اور وہ شکم سیر ہوکر زندگی گزارے۔'' رہبر انسانیت کا یہ مبارک فرمان اتنا جامع ہے کہ اگر اسی پر عمل کرلیا جائے تو دنیا میں امن وسکون بحال ہوسکتا ہے اور پیار وپریم کی جیوتی جل سکتی ہے اور اسی کی روشنی میں عالم انسانیت کو پیام انسانیت دیکر اچھا سماج بنایا جاسکتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کے تمام افراد کو ایک کشتی کے سواروں سے تشبیہ دی ہے جس میں پست حال، مکینوں اور بالانشینوں کی کوئی تفریق نہیں، اگر کشتی میں کوئی مسافر اپنی ناعاقبت اندیشی سے سوراخ کردے اور کشتی میں پانی آنے لگے تو پھر کشتی کا کوئی مسافر بچ نہیں سکتا لہذا پورے سماج کا ہر فرد بلاتفریق ہندو مسلم ایک کشتی کا سوار ہے لیکن اس سوراخ کو بند کرنا ہماری حب الوطنی، حقیقت پسندی اور اس منصب احتساب اور فلاح انسانیت کی فکر کا تقاضہ ہے جو ہمارے مذہب نے ہم پر عائد کی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالمی پیغام کو ہر دور میں علماء، صلحاء واہل اللہ نے ''العلماء ورثة الأنبیاء'' کی ذمہ داری عاید ہونے کے ساتھ ہر دور میں اس فریضہ کی انجام دہی میں بھرپور کوشش کی۔

۲۰ ویں صدی کی عظیم شخصیت جس کو دنیا مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے نام سے جانتی ہے جن کی بے پایاں قربانیاں ہیں، درحقیقت وہ دعوت وعزیمت کے امام، توحید وسنت اور صبح سلف صالح کے علمبردار، داعی الی اللہ، عارف باللہ، صاحب طرز انشاء پرداز ادیب اور مسلمانان ہند کی دینی وفکری تحریکوں کے روح رواں، دنیاوی شان وشوکت، عہدہ ومنصب کو ٹھکرا دینے والے اور اسلامی اقدار کے تحفظ وبقاء کے لئے قلندرانہ عزم وثبات کا آہنی مجسمہ، پاکبازوں کی روح پرور مجلسوں کے صدرنشین، عالمی پیمانے پر اسلامی عظمت ووقار، مسلمانوں کی عزت وسربلندی کا داعی ہونے کے علاوہ وہ بہت کچھ تھے، آپ کی دینی علمی، مذہبی فکری تحقیقی، قومی اور انسانی خدمات گذشتہ ایک صدی پر محیط ہیں ان خدمات کو نہ صرف ہندوستان میں قدر کی نگاہوں کی دیکھا گیا، بلکہ عالم اسلام اور بین الاقوامی برادریوں نے بھی ان کا اعتراف کیا، خصوصاً انسانیت کی ہمدردی اور اس کی خیرخواہی کے لئے تحریک پیام انسانیت کے ذریعہ باشندگان ملک کو انسانی عظمت اور انسانی رشتوں کے تقدس سے روشناس کرایا، رواداری، ملنساری اور مساوات کے جذبہ کو فروغ دینے میں اہم رول ادا کیا، خصوصاً پوری انسانیت کی حالت زار کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور تڑپتی ہوئی انسانیت کو دیکھ کر مولانا کا دل بے چین ہوگیا جس کے لئے پورے ملک میں ہندو مسلم مشترکہ بڑے بڑے اجتماعات میں انتہائی کرب وبے چینی کا اظہار کیا اور بلاتفریق مذہب وملت پوری انسانیت کو مخاطب فرمایا: ''میں یہ سمجھتا ہوں کہ نیشنلزم ایک تنگ خیالی ہے، انسانیت اس سے بھی زیادہ وسیع تر چیز ہے، تمام قومیں انسانیت کی شاخیں ہیں، اور اصل چیز انسانیت ہے اس انسانیت کو تباہی وبربادی سے بچانے کے لئے کتنے افراد اور کتنی پارٹیاں آدمیت کے نام سے سرگرم ہیں، تہذیب وتمدن سیاست وحکومت، ادب وفلسفہ اور علم وفن کے آشیانے، انسانیت کی شاخ پر قائم ہیں، اگر انسانیت کی شاخ باقی ہے تو آپ جب چاہیں ویسا نشیمن بنالیں لیکن جب وہ شاخ ہی نہ رہی تو نشیمن کی بقاء کہاں'' ۔ایک موقع پر فرمایا کہ: ''انسانیت کی کشتی گرداب میں ہے، اس پر نسل انسانی کا صدیوں کا قیمتی سرمایہ ہے، تہذیب وثقافت، ادب وکلچر، علوم وفنون سب خطرہ میں ہیں، کشتی غرق آب ہوئی تو کچھ بھی نہیں بچے گا اور فرمایا کہ ایک کشتی طوفان میں پھنس گئی ہے خوفناک لہریں منہ کھولے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہی ہیں، اس کشتی میں کچھ کمزور لوگ سوار ہیں، کشتی ڈوبنے کے بالکل قریب ہے، ایسے وقت میں کوئی ایسا ملاح، ایسا کھیون ہار آجائے جو اس کشتی کو پار لگادے تو وہ بہت بڑا محسن ہوگا۔''

حضرت مولاناؒ کی عظمت، فکری بصیرت، سیاسی تدبر، جذبہ حب الوطنی، قومی وملی درد کا احساس اور پوری انسانیت کے لئے ان کے دردمند دل نے ان کی مقبولیت کو قومی بین الاقوامی سطح پر عام کردیا، صلح وآشتی اور امن عالم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہونچایا اور بلا فرق وامتیاز مسلم وغیر مسلم طبقوں نے اس کے خاطرخواہ اثرات وثمرات محسوس کئے، درحقیقت حضرت مولانا کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں سے دوری اور بے تعلقی کی وجہ سے غیر مسلم ہم وطنوں میں بہت سی غلط فہمیاں اور شکوک وشبہات پیدا ہوگئے ہیں، اس کے ازالہ کے لئے ۱۹۷۴ء میں ''پیام انسانیت'' تحریک کی بنیاد ڈالی، جس نے انصاف پسند غیر مسلموں اور دانشوروں میں اسلام کے مطالعہ کا شوق پیدا کیا، جس پر ممتاز غیر مسلم حضرات نے یہاں تک کہا کہ آج معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اس ملک کے بچانے کی فکر ہم سے زیادہ ہے، حضرت مولانا کے نزدیک پیام انسانیت کی تحریک ملک کی تمام دینی تعلیمی تحریکوں اور کوششوں کے لئے ایک حصار کی حیثیت رکھتی ہے، جس کے اندر رہ کر ہر کوشش کامیاب ہوسکتی ہے، اس لئے اس تحریک کو ہر تحریک کا خادم اور معاون بلکہ پاسبان اور محافظ سمجھتے تھے۔

۱۹۸۴ء میں بمبئی کے اجلاس میں حضرتؒ نے داعیوں، مبلغوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اخلاق کی خوشبو ہمارے ہم وطنوں کو نہیں پہنچ سکی، انہوں نے ہمیں سیاسی میدان میں دیکھا، الیکشن کے میدان میں ہم کو آزمایا، تجارت کے مقابلہ میں ہم کو دیکھا، لیکن مسجدوں میں یہ آتے نہیں انہوں نے ہم کو معاملات میں نہیں پرکھا، ہم کو اخلاق سے نہیں جانچا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اس طرح مسلمانوں پر حملہ کرتے ہیں جیسے بالکل غیر مانوس پردیسی اور دشمن پر کرتے ہیں، ابھی تک ان کو یہ معلوم نہیں کہ ہم اپنے اندر کیا جوہر رکھتے ہیں، کیسی محبت رکھتے ہیں، کیسی انسانیت رکھتے ہیں، ہمارے دلوں میں ان کے لئے کیسی خیرخواہی کا جذبہ ہے، ہم اس ملک کے لئے کتنے مفید ہیں اور کتنے ضروری ہیں، اس لئے ہمیں اپنے پڑوسیوں کے دلوں سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عام کئے ہوئے، شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا ہوگا، ہمیں ان کو یہ باور کرانا ہوگا کہ اسلام امن وسلامتی اور شانتی کا مذہب ہے، اسلام کے ماننے والوں کے دلوں میں لوگوں کی نفرت نہیں بلکہ پوری انسانیت کیلئے پیار ہے، برادران وطن کو بتلانا ہوگا کہ ہندوستانی سماج میں پھیلی ہوئی بیماریوں کے لئے اسلام ایک تریاق ہے، اگر ہم اپنے قول وعمل اور گفتار وکردار سے اپنے ہم وطنوں کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگئے کہ مسلمان اس ملک کی ضرورت ہیں اور سماجی برائیوں کے ازالہ میں ہماری افادیت مسلم ہے اور اس ملک کی تعمیر وترقی میں ہمارا اہم کردار ہے، تو صحیح معنوں میں پوری انسانیت اور اسکی خیرخواہی وکامیابی کا سہرا مسلمانوں کے سر ہوگا، یہ حقیقت ہے کہ مسلمان اس عالمگیر مذہب کا ماننے والا ہے، جس کا پیغام پوری انسانیت کے لئے رحمت ہے، جو پوری مخلوق کو اللہ کا کنبہ بتا کر اس کے ساتھ خیرخواہی اور ہمدردی کو مسلمان کا فریضہ قرار دیتا ہے، ارشاد نبوی ہے: ''الخلق عیال الله واحب الخلق الی الله انفعهم لعیاله '' ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اس کنبہ کا وہ آدمی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کنبہ کے لئے سب سے زیادہ مفید ہو، لہذا خدمت خلق کے نمونے ہمیں پیش کرنے چاہئے اور وہ طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے جن میں خدمت خلق، انسان دوستی اور خلق خدا کی راحت رسانی اور برابری کی تعلیم دی گئی ہو اللہ کی مخلوق پر بلا امتیاز مسلم وغیر مسلم رحم دلی سے پیش آنا مسلمان اپنا فرض تصور کرے کیونکہ اس کے نبی نے حدیث قدسی میں صاف اعلان فرمادیا: ''الراحمون یرحمه الله تبارک و تعالی ارحموا من فی الأرض یرحکم من فی السماء''، بہر حال یہ ملک تیزی کے ساتھ اخلاقی انارکی بلکہ قومی واجتماعی خودکشی کی طرف جارہا ہے، اخلاقی قدریں بے دردی کے ساتھ پامال کی جارہی ہیں، خودغرضی بلکہ خود پرستی کا جنون سب پر سوار ہے، انسان کی جان ومال عزت وآبرو کا احترام تیزی کے ساتھ رخصت ہورہا ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے تمام مسلم سوسائٹیاں، مسلم تنظیمیں، دینی ادارے، جامعات کے فضلاء، مسلم قائدین، دانشوران قوم، سوشل ورکر، قومی رہبر انسانیت کی خیرخواہی وہمدردی کے لئے اپنا فعال کردار ادا کریں، اور بلاتفریق مذہب وملت برادران وطن اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئیں، قومی یکجہتی اور ملک کی سلامتی کے سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ فرقہ پرستوں کے ساتھ عمومی ذہن سازی کریں، اس ملک اور اس کے رہنے والوں کو بچانے کے لئے برادران وطن سے تعلقات بڑھائیں، آپس میں میل ملاپ کی فضاء قائم کریں اور ایک دوسرے کے مابین غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں جو ملک وملت کے استحکام وترقی کے لئے معین ثابت ہو اور اس بڑے چمن کو جہاں مختلف قسم کے پھول کھل رہے ہیں اپنی اپنی خوشبو سے ساری فضا کو معطر کرسکیں، پیار ومحبت اور انسانیت کی خیرخواہی کا جذبہ پیدا ہوسکے، یقیناً یہ کام طویل المیعاد، کثیر العمل اور دیرپا ضرور ہے تاہم مستقبل میں نتیجہ خیز، پائیدار اور دوررس نتائج کا ضامن ہوگا، جس میں ملک وقوم کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے گا اور انسان کو انسانیت کے سمجھنے میں آسانی ہوگی اور اسلام کے پیغام امن وسلامتی کو فروغ ملے گا۔

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

غزہ کے اسپتال پراسرائیل کی بمباری، 500 سے زائد فلسطینی شہید

اسرائیل کی جانب سے غزہ میں وحشیانہ بمباری جاری ہے، صیہونی افواج کے اسپتال پر ہونے والے تازہ حملے میں 500 سے زائد فلسطینی شہید ہوگئے، اسرائیلی طیاروں نے اسپتال کونشانہ بنایا جس میں طبی عملہ، مریض اور پناہ لئے ہوئے عام شہری شہید ہوئے، فلسطینی وزارت صحت کے مطابق اسرائیلی طیاروں نے وسطی غزہ میں موجود اسپتال کو نشانہ بنایا جس میں 600 سے زائد افراد زخمی بھی ہوئے ہیں، متعدد افراد کی حالت تشویش ناک ہے اور اموات میں مزید اضافے کا خدشہ ہے، خیال رہیکہ اسرائیل کی جانب سے مسلسل فلسطینیوں کی نسل کشی اور جنگی جرائم کا سلسلہ جاری ہے، اس سے قبل بھی اسرائیل کی جانب سے اسپتالوں اور اسکولوں کونشانہ بنایا جاچکا ہے، سالوں سے ناکہ بندی کا شکار غزہ میں پہلے ہی صحت کی سہولیات کم ہیں اور حالیہ جنگ اور سخت ترین ناکہ بندی نے مریضوں کی مشکلات میں مزید اضافہ کردیا ہے، اسپتالوں میں ادویات کی شدید قلت ہے اور بجلی نہ ہونے کے باعث متعدد اسپتالوں میں آپریشن تھیٹر غیر فعال ہوچکے ہیں (ایجنسی)

اسرائیلی سفیر معافی مانگیں اور ملک سے نکل جائیں: حکومت کولمبیا

کولمبیا کے وزیر خارجہ الوارو لیوا نے پیر کے روز بوگوٹا میں اسرائیلی سفیر سے کہا کہ وہ معافی مانگیں اور ملک سے چلے جائیں۔ یہ اقدام اس وقت کیا گیا جب اسرائیلی سفارت کار نے کولمبین صدر گستاو پیٹرو کے ان بیانات کا جواب دیا جس میں انہوں نے حماس اور اسرائیل کے درمیان جنگ سے متعلق بات کی تھی۔ سوشل میڈیا ایکس پلیٹ فارم پر کولمبیا کے وزیر خارجہ الوارو لیوا نے پیٹرو کے جواب میں سفیر گالی ڈاگان کے بیانات کو پاگل اور بے غیرتی قرار دیا کولمبیا کے صدر نے غزہ کی پٹی پر جاری اسرائیلی حملوں کو دوسری جنگ عظیم کے دوران نازیوں کے یہودیوں پر ظلم وستم سے تشبیہ دی۔ (نیوز ایجنسی)

سونے کی چوری نہ روک سکنے پر ایئر کینیڈا پر دو کروڑ ڈالر ہرجانے کا دعویٰ

امریکہ میں قائم ایک سکیورٹی کمپنی نے اپریل میں ٹورنٹو کے ہوائی اڈے سے لاکھوں ڈالرز کی سونے کی اینٹوں اور نقدی کی چوری پر ایئر کینیڈا کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہے، برنکس انٹرنیشنل کا الزام ہے کہ ایئر لائن لاپرواہ تھی اور وہ چوری کو روکنے میں ناکام رہی، یہ سامان جس کی مالیت ڈیڑھ کروڑ امریکی ڈالر سے زیادہ ہے، حال ہی میں زیورخ سے ٹورنٹو بذریعہ ایئر کینیڈا پہنچا تھا، جہاں سے وہ غائب ہوگیا، اسے کینیڈا کی تاریخ کی سب سے بڑی ڈکیتی کہا جارہا ہے، برنکس انٹرنیشنل کا الزام ہے کہ ایئر لائن لاپرواہ تھی اور وہ چوری کو روکنے میں ناکام رہی، کمپنی نے کہا کہ سامان ایک طیارے سے اتارے جانے کے 42 منٹ بعد چوری ہوگیا، جو ابھی سوئٹزرلینڈ سے ٹورنٹو پیئرسن انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر پہنچا ہی تھا (بی بی سی اردو)

بحراوقیانوس سے ٹائٹن آبدوز کا بقیہ ملبہ اور انسانی باقیات نکال لی گئیں

امریکی کوسٹ گارڈ کے مطابق انجینیئرز نے ٹائٹینک جہاز کے ملبے کو دیکھنے کے لیے زیر سمندر تفریحی سفر کے دوران جون میں تباہ ہونے والی ٹائٹن آبدوز نما کا بقیہ ملبہ اور مبینہ طور پر انسانی باقیات نکال لی ہیں، اس آبدوز میں اوشیئن گیٹ کمپنی کے سی ای او، ایک برطانوی ارب پتی مہم جو، ایک فرانسیسی ڈرائیور کے علاوہ پاکستانی کاروباری شخصیت شہزادہ داؤد اور ان کے بیٹے سلیمان سوار تھے، یہ تمام افراد اس واقعے میں ہلاک ہوگئے تھے، تاہم چند دن تک اس آبدوز نما کے لاپتہ ہونے کے بعد بین الاقوامی طور پر اسے تلاش کرنے کی مہم کا آغاز ہوا تھا جس کے دوران یہ خبر عوام کی توجہ کا مرکز رہی، جمعرات کے دن امریکی کوسٹ گارڈ نے بتایا کہ ٹائٹن کے بقیہ حصے گذشتہ ہفتے سمندر کی تہہ سے ملے جنھیں ایک امریکی بندرگاہ لے جایا گیا، طبی ماہرین مبینہ انسانی باقیات کا تجزیہ کریں گے (بی بی سی اردو)

ڈینیئل نوبوا نے ایکواڈور کا صدارتی انتخاب جیت لیا

سنٹر رائٹ بزنس مین 35 سال کی عمر میں ایکواڈور کے اب تک کے سب سے کم عمر صدر بنیں گے! لیکن انہیں سخت چیلنجز کا سامنا ہے، انہوں نے سوشلسٹ لوئیسا گونزالیز کو شکست دی، 35 سالہ نوبوا نے تشدد سے متاثرہ ایکواڈور میں امن بحال کرنے کا وعدہ کیا ہے، نوبوا نے اپنے حامیوں سے کہا، کل ہم اس نئے ایکواڈور کے لیے کام شروع کر رہے ہیں، ہم ایک ایسے ملک کی تعمیر نو کے لیے کام شروع کریں گے جو تشدد، بدعنوانی اور نفرت سے شدید طور پر تباہ ہوگیا ہے، گونزالیز نے تقریباً 52% ووٹ حاصل کرنے کے بعد شکست تسلیم کی اور نوبوا کو ان کی جیت پر مبارکباد دی، دونوں نے 22 اگست کو ہونے والے انتخابات کے پہلے راؤنڈ میں چھ دیگر امیدواروں سے آگے نکل کر جیت حاصل کی، ووٹرز کی اولین ترجیح زیادہ تر معیشت پر مرکوز ہے، جو COVID-19 وبائی بیماری کے بعد سے جدوجہد کر رہی ہے (ڈی ڈبلیو)

71 سالہ امریکی مالک مکان کا مسلمان خاندان پر چھری سے حملہ

امریکی پولیس نے الینوائے ریاست میں ایک چھ سالہ بچے کو مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کرنے کے الزام میں ایک 71 سالہ شخص کو گرفتار کیا ہے، جوزف زوبا نامی شخص پر الزام ہے کہ اس نے چھ سالہ بچے کو قتل جبکہ اس کی 32 سالہ والدہ کو زخمی کیا، الینوائے کے علاقے پلین فیلڈ میں ول کاؤنٹی کے شیرف آفس نے بیان میں کہا ہے کہ جوزف نے دونوں کو اسرائیل اور حماس کے درمیان جاری حالیہ تنازعے کی وجہ سے نشانہ بنایا، پولیس نے جوزف زوبا پر قتل سمیت نفرت پر مبنی جرائم کا مقدمہ بھی درج کیا ہے، پولیس کے بیان میں بتایا گیا کہ شیرف کے آفس کو سنیچر کی صبح ایک خاتون کی جانب سے ایمرجنسی فون کال موصول ہوئی جنھوں نے کہا کہ ان کے مالک مکان نے ان پر حملہ کردیا ہے، پولیس بیان میں بتایا گیا کہ خاتون نے کہا کہ وہ بھاگ کر باتھ روم میں چلی گئیں اور اس دوران حملہ آور سے لڑتی رہیں؛ تاہم جب پولیس موقع واردات پر پہنچی تو انھوں نے دیکھا کہ خاتون اور ان کے بچے کی چھاتیوں، پیٹ اور بازوؤں پر متعدد بار چھری سے وار کیا گیا تھا، پولیس نے ماں اور بیٹے کی شناخت ظاہر نہیں کی، ان دونوں کو ہسپتال پہنچایا گیا تاہم بچے کی موت واقع ہوگئی، بعد میں یہ معلوم ہوا کہ ملزم نے بچے پر چھری سے 26 وار کیے تھے (بی بی سی)

تعلیم و روزگار

اسرائیلی انٹیلی جنس اہلکار بھارتی ٹی وی اینکر کی ساڑھی کو فلسطینی جھنڈا سمجھ بیٹھا

جنگ بندی سے متعلق عالمی برادری کے دباؤ پر اسرائیلی حکومت کی بوکھلاہٹ عیاں ہونے لگی، بھارتی ٹی وی پر اسرائیلی انٹیلی جنس اسپیشل فورسز کے اہلکار فیڈرک نے میزبان کی ساڑھی کو فلسطینی جھنڈا سمجھ لیا، سوشل میڈیا پر بھارتی چینل کی وائرل ویڈیو میں اسرائیلی انٹیلی جنس اسپیشل فورسز کے اہلکار فیڈرک کو یہ کہتے ہوئے سنا جاسکتا ہے کہ آپ فلسطینی پرچم والا لباس پہنے ہوئے ہیں مگر جان لیں کہ اسرائیلی پرچم غالب رہے گا، اسی لیے میں نے نیلے اور سفید رنگ کا لباس پہنا ہے، اسرائیلی اہلکار کے اعتراض پر میزبان نے اسرائیلی مہمان کو لاجواب کردیا اور کہا کہ اس کپڑے کو ساڑھی کہتے ہیں اور یہ میری دادی کی ہے، اگر وہ آج زندہ ہوتیں تو 105 برس کی ہوتیں، اپنی دادی کی سالگرہ منانے کے لیے دادی کی یہ سرخ اور سبز ساڑھی پہنی ہے، اسرائیلی اہلکار نے ٹوکا کہ یہ کسی اور موقع کے لیے سنبھال کر رکھیں تو میزبان ٹی وی اینکر نے جھڑک دیا اور کہا کہ میں کسی کے ڈکٹیشن پر نہیں چلتی کہ کیا پہننا ہے اور کیا کہنا ہے یہ میں جانتی ہوں، میں صرف سچ بیان کرتی ہوں اور سچ کے مختلف زاویے ہوسکتے ہیں، اگر ایک مؤقف اسرائیل کا ہے تو دوسرا غزہ کا بھی ہے (ایجنسی)

داروغہ کے 1275 عہدوں کیلئے درخواست فارم 05 نومبر تک

بہار پولیس سروس کمیشن پٹنہ نے اشتہار نمبر 23/02 کے ذریعہ داروغہ (سب انسپکٹر) کے 1275 عہدوں پر درخواست طلب کیا ہے، یکم راگست 2023 تک کسی تسلیم شدہ یونیورسٹی سے گریجویشن کا امتحان پاس یا ریاستی حکومت کے ذریعہ اس کے مساوی عالم امتحان پاس ہونا لازمی ہے، بہار پبلک سروس کمیشن کے ویب سائٹ www.bpsc.bih.gov.in سے تفصیلی جانکاری حاصل کرسکتے ہیں اور آن لائن فارم بھر سکتے ہیں، فارم بھرنے کا عمل 5 راکتوبر 2023 سے شروع ہے اور 5 رنومبر 2023 آخری تاریخ ہے، یہ باتیں امتیاز احمد کریمی نے بے روزگار نوجوانوں کے مفاد میں بتائی ہیں، انہوں نے بتایا کہ ابتدائی امتحان میں 200 نمبروں کے 100 سوالات دو گھنٹے میں پوچھے جائیں گے جس میں 30 فیصد سے کم نمبر حاصل کرنے والوں کو ناکام قرار دیا جائے گا، اس کے ساتھ ہی مین امتحان میں پہلا پرچہ اور دوسرا پرچہ 200-200 نمبروں کا ہوگا جس میں 100-100 سوالات ہوں گے، تمام امتحانات کے لیے وقت کی حد دو گھنٹے مقرر ہے، مین امتحان کا پہلا پرچہ ہندی کا ہوگا اور اس میں 30 فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہے، جب کہ دوسرے پرچے میں جنرل اسٹڈیز سے سوالات پوچھے جائیں گے۔ دونوں مراحل میں ہر غلط جواب کے لیے 0.2 نمبر کاٹے جائیں گے، تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدوار ہی تیسرے مرحلے کے جسمانی استعداد کے امتحان میں شرکت کرسکیں گے، اس امتحان میں مردوں کو 6 منٹ 30 سیکنڈ میں 1.6 کیلومیٹر دوڑنا ہے اور خواتین کو 6 منٹ میں 1 کیلومیٹر تک، اُونچی کود میں مردوں کو کم ازکم 4 فٹ اور خواتین کو 3 فٹ کودنا ہے اور لمبی کود میں مردوں کو کم ازکم 12 فٹ اور خواتین کو 9 فٹ چھلانگ لگانی ہوگی اس سے کم کودنے والے مرد/خواتین امیدوار کو ناکام قرار دیا جائے گا، گولا پھینکنے میں مردوں کو 16 پاؤنڈ کا گولا 16 فٹ تک پھینکنا ہے اور خواتین کو 12 پاؤنڈ کا گولا 10 فٹ تک پھینکنا ہے، عمر کی حد کا حساب مورخہ 01-08-2023 کی بنیاد پر کی جائیگی، ان عہدوں پر بحالی کیلئے جنرل امیدواروں کے عمر کی حد 20 سال سے 37 سال اور عورتوں کے لئے 40 سال مقرر ہے، BC / EBC مرد/خواتین کے لئے 40 سال اور SC / ST امیدوار کے لئے 42 سال تک مقرر ہے۔ امتحان کی فیس: General / EWS / OBC امیدوار کے لئے 700 روپیہ جب کہ خاتون/ SC / ST امیدواروں کے لئے امتحان فیس 400 روپیہ ہے، اہل امیدوار ضرور فارم بھریں۔ دل و جان سے کمپیٹیشن کی تیاری کریں، محنت سے کامیابی ملتی ہے، ان شاء اللہ آپ ضرور کامیاب ہوں گے، دعائیں اور نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

بہار پبلک سروس کمیشن نے ٹیچرس بحالی کا ریزلٹ جاری کیا

بہار پبلک سروس کمیشن نے ٹیچرس بحالی کا ریزلٹ جاری کردیا ہے، کل 16 سبجیکٹوں کو جاری کیا گیا، کمیشن نے بی ایڈ امیدواروں کا ریزلٹ روک دیا ہے 3 لاکھ 90 ہزار بی ایڈ امیدوار شامل ہوئے تھے، کلاس ایک سے پانچ تک یعنی پرائمری میں صرف ڈی ایل ایڈ امیدواروں کا ریزلٹ جاری کیا گیا ہے، بی پی ایس سی کے چیئر مین اتل پرساد نے اس کی جانکاری دی، ڈی ایل ایڈ کے کامیاب امیدواروں کا ویب سائٹ پر ریزلٹ اپلوڈ کیا جائے گا، بی ایڈ امیدواروں کو یہ امید تھی کہ ان کا بھی ریزلٹ آسکتا ہے؛ لیکن بی پی ایس سی کے چیئر مین نے صاف کردیا کہ امتحان میں شامل بی ایڈ امیدواروں کا ریزلٹ ابھی شائع نہیں کیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ جس نے درد دیا وہی دوا بھی دے گا، ٹیچرس بھرتی امتحان میں ایک لاکھ 22 ہزار 324 امیدوار کامیاب ہوئے ہیں، پرائمری ٹیچرس کیلئے 72419 کا ریزلٹ دیا گیا ہے، انہوں نے کامیاب امیدواروں کی تعداد بتاتے ہوئے کہا کہ 2+ کیلئے 23701، سکنڈری کیلئے 26204 اور پرائمری کیلئے 72419 امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔

مرکزی حکومت کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ

مرکزی حکومت نے اپنے ملازمین کے مہنگائی الاؤنس میں چار فیصد اضافہ کیا ہے، اب مہنگائی الاؤنس یعنی ڈی اے کی شرح 42 فیصد سے بڑھ کر 46 فیصد ہوگئی ہے، پچھلے کئی سالوں سے مرکزی ملازمین کے ڈی اے میں چار فیصد اضافہ ہورہا ہے، آئندہ سال جنوری میں بھی ڈی اے کی شرح چار سے پانچ فیصد بڑھ سکتی ہے، اگر ایسا ہوا تو ملازمین کی تنخواہوں پر نظر ثانی کی جائے گی، کئی قسم کے الاؤنسز میں بھی 25 فیصد تک اضافہ ہوگا، مرکزی حکومت کو آٹھواں تنخواہ کمیشن تشکیل دینا ہوگا، اس صورت حال میں مرکزی حکومت کے ملازمین کو اچھی خبر ملے گی، ساتویں پے کمیشن نے سفارش کی تھی کہ مرکز میں 'پے' پر نظر ثانی صرف ہر دس سال بعد کی جائے یہ ضروری نہیں ہے، اس مدت کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں، یہ متواتر بھی ہوسکتا ہے، تاہم پے کمیشن نے کوئی واضح تعریف نہیں کی ہے کہ پے کمیشن کب اور کتنے وقت کے بعد تشکیل دیا جائے، مرکزی حکومت کے ایک کروڑ سے زیادہ ملازمین اور پنشنروں کو یکم جولائی سے ڈی اے میں 4 فیصد اضافہ کا تحفہ ملا ہے (ایجنسی)

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

فلسطینی عوام کے حقوق کی بازیابی کو یقینی بنایا جائے: ملی قائدین کا مسئلہ فلسطین پر مشترکہ بیان

فلسطین خصوصاً غزہ کی صورت حال پر ہم سخت تشویش کا اظہار کرتے ہیں، معصوم انسانی جانوں حتی کہ بچوں اور خواتین کی مسلسل ہلاکت، غذا، پانی، ادویات اور بجلی کی سپلائی کا انقطاع اور شہری علاقوں پر مسلسل بم باری اور غزہ کے انخلا کی کوششوں کی ہم پرزور مذمت کرتے ہیں، ہم یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ صہیونی حکومت گذشتہ ستر برسوں سے مسلسل فلسطینیوں کو ان کے گھروں اور زمینوں سے بے دخل کر رہی ہے اور اس سرزمین کے اصل باشندوں یعنی فلسطینیوں پر مسلسل وحشیانہ مظالم ڈھا رہی ہے۔ تمام عالمی قوانین کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے فلسطینی علاقوں میں نئی بستیوں کی مسلسل آبادکاری اور مسجد اقصیٰ کی مسلسل بے حرمتی اور اس طرح کی دیگر جارحانہ پالیسیاں علاقے میں امن و امان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں، اس بات کی ضرورت ہے کہ عالمی برادری فوری حرکت میں آئے اور خون ریزی کے سلسلے کو روکے، اس علاقے میں پائیدار امن کے لیے ناگزیر ہے کہ فلسطینی عوام کے حقوق کی بازیابی اور اس سلسلے میں عالمی قوانین کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے، ہم ارباب اقتدار سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ہندوستان کی دیرینہ استعمار مخالف اور فلسطین دوست خارجہ پالیسی، جس کی گاندھی جی سے لے کر واجپئی جی تک نے بھی وکالت کی ہے، اس کو جاری رکھتے ہوئے وہ فلسطینی عوام کو ان کے جائز حقوق دلانے کے لیے اپنے اثر ورسوخ کا استعمال کرے۔

دستخط کنندگان

☆ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (صدر، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) ☆ مولانا سید ارشد مدنی (صدر جمعیۃ علماء ہند) ☆ سید سعادت اللہ حسینی (امیر جماعت اسلامی ہند) ☆ مولانا سید محمود اسعد مدنی (صدر جمعیۃ علماء ہند) ☆ مولانا سید محمد اشرف کچھوچھوی (صدر، آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ) ☆ مولانا ابوالقاسم نعمانی (ناظم، دارالعلوم دیوبند) ☆ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی (امیر، جمعیۃ اہل حدیث ہند) ☆ جناب سید احمد ولی فیصل رحمانی (امیر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ) ☆ مولانا سید تنویر ہاشمی (صدر، جماعت اہل سنت، کرناٹکا) ☆ ڈاکٹر ظفر الاسلام خان (سابق صدر کل ہند مسلم مجلس مشاورت) ☆ ڈاکٹر مفتی مکرم احمد (شاہی امام مسجد فتح پوری) ☆ ڈاکٹر محمد منظور عالم (جنرل سکریٹری، آل انڈیا ملی کونسل) ☆ مولانا محسن تقوی (امام شیعہ جامع مسجد)

نکاح کو مسجد میں انجام دیجئے معاشرہ بہت سی برائیوں سے بچ جائے گا: مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ

نکاح ایک مقدس اور پاکیزہ ترین رشتہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت، انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، روئے زمین پر سب سے پہلا رشتہ جو وجود میں آیا وہ شوہر اور بیوی کا رشتہ ہے، اسی نکاح کے ذریعہ نانیہالی دادیہالی تمام رشتے جنم لئے، شریعت اسلامیہ نے عام حالات میں مسلمانوں کے لئے نکاح کو سنت مؤکدہ قرار دیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''نکاح میری سنت ہے''، جو شخص اس سنت سے اعراض کرے وہ امت محمدیہ کا فرد نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر خواہشات نفسانی کو رکھا ہے، اور اس کی جائز تکمیل کے لئے نکاح کو مشروع قرار دیا ہے، ان خیالات کا اظہار نکاح کی ایک سادہ تقریب جو بعد نماز عصر جامع مسجد ہارون نگر سیکٹر ۲ پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوئی، اس میں نکاح سے قبل مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کیا، اس موقع پر عظمت فاطمہ بنت مرحوم سید مبارک حسین، ہارون نگر پھلواری شریف پٹنہ اور مسیح العلی بن صدر العلی راجپور بھاگلپور رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوئے، مفتی صاحب نے مزید فرمایا کہ نکاح مسنون عمل اور عبادت کا درجہ رکھتا ہے، اسے سنت کے مطابق آسان طریقہ پر انجام دیجئے، اس لئے کہ نکاح انسانی ضرورت ہے اور انسانی ضرورت کی چیز کو اللہ نے آسان بنایا ہے پانی، ہوا انسانی ضرورت ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے کتنا آسان بنایا ہے، اسی طرح نکاح بھی انسانی ضرورت ہے اس کو بھی آسان بنایا جائے، نکاح کو آسان بنائیں گے تو برائیوں کا کرنا مشکل ہو جائے گا اور اگر خدانخواستہ نکاح کو مشکل بنا دیا گیا تو برائیوں کا کرنا آسان ہو جائے گا، اس لئے نکاح کو آسان بنائے، خود بخود بہت سی برائیاں ختم ہو جائیں گی، مفتی صاحب نے دونوں جوڑوں اور ان کے گارجین حضرات کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ یہ نکاح سنت کے مطابق مسجد میں انجام دیا جا رہا ہے؛ کیونکہ نکاح کو مسجد میں انجام دینے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ''نکاح کو اعلان کر کے کرو، اور اسے مسجد ہی میں انجام دو'' مسجد میں نکاح انجام دینے سے آدمی فضول خرچی اور بہت سارے لغویات و خرافات نیز رسم ورواج سے بچ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نکاح کو سنت کے مطابق ادا کرنے کی توفیق بخشے اور ہمارے ماحول و معاشرہ کو صالح اور اسلامی معاشرہ بنائے، اس مبارک موقع پر جامع مسجد کے امام مولانا عبدالقدوس صاحب، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی دارالقضاء امارت شرعیہ، جناب احسان کریم، عبدالعلی، سیف العلی، عماد عالم، شاہجہاں ہدیٰ، اشتیاق، سید اعظم حسین ودیگر مصلیان کرام شریک رہے، ان حضرات نے نوشہ کو مبارکباد بھی پیش کی اور ان کی خوشگوار زندگی کے لئے دعا بھی کی۔

بقیہ صفحۂ اول

آج جب ہم ٹی وی کھولتے ہیں تو ہمیں دکھتا ہے کہ بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھے ہوئے لوگ فلسطین کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی بات کر رہے ہیں؛ لیکن مسلمان کبھی ایسی بات نہیں کر سکتے، ہاں دوسرے افکار کے پاس کوئی قید نہیں کوئی حد نہیں؛ لیکن اللہ نے ہمارے لیے حد مقرر کر دی ہے، ہمیں ہمارے اصول دے دئے ہیں، ہمارا قانون ہمیں عطا کر دیا ہے، اور ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء: 59)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ہمیں ایک واقعہ ملتا ہے جنگ اُحد کا کہ جب تھوڑی دیر کے لیے مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور پہاڑ پر چڑھنا پڑا تو مشرکین نے خوشی کے نعرے بلند کرنا شروع کئے اور اس میں انہوں نے صحابہ کرام کو نام سے للکارا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نعروں کا کوئی جواب نہیں دلوایا، ہاں! لیکن جب انہوں نے اللہ تبارک و تعالی اور اپنے اصنام کو ملایا اور مسلمانوں کے شہداء کے متعلق بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اپنی جگہ پر قائم رہتے ہوئے جواب دینے کو کہا تو صحابہ کرام نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور کہا کہ ہمارے شہداء جنت میں ہیں اور تمہارے مردے جہنم میں، یہاں ہم سیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو موت کے منہ میں نہیں دھکیلا اور ان کے غصے وجذبات کو صحیح رخ دیا، دوسرے موقع پر جب کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے کے بجائے سلام کے جیسا ایک لفظ استعمال کیا جس کے معنی موت کے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ویسا ہی جواب اسے دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روکا اور فرمایا کہ اللہ کو رحم دلی پسند ہے اس کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ کہا جائے ''اور تم پر بھی'' ''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُم، فَقَالَتْ عَائِشَةُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَة، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّه، قَالَتْ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُم'' یہ دو واقعات بتاتے ہیں کہ ہمیں کس طرح حلم، حکمت اور صبر سے تدبیر کرنا ہے، ہمیں حقیقتاً ہم آہنگی کی طرف کام کرنے کی ضرورت ہے، ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی اور تعاون کرنے کی ضرورت ہے؛ تا کہ ہم اجتماعی ذہنیت پیدا کر سکیں اور اجتماعی طور پر عمل کر سکیں، یہ وہ کام ہے جو واقعی اہم ہے تا کہ دیرپا تبدیلی لائی جا سکے، ہمیں اسلامی اخوت اور شرعی طور پر اسلامی نظام کے تحت جماعت بنا کر عمل کرنے کی ضرورت ہے؛ تا کہ اللہ کی رحمت وبرکت ہماری نیت وعمل دونوں میں آسکے ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُم'' (محمد: 7) اللہ تبارک وتعالی قرآن میں فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا، یہ وہ وقت ہے جب امت جاگ رہی ہے، یہ وہ وقت ہے جب ہم اپنے جذبات کو صحیح طریقے سے اللہ کی اطاعت میں لگائیں اور اللہ سے ہدآیت مانگیں، اگر ہم اپنی زندگی میں ایمان کو جگہ دیں اور اپنے ہر عمل سے اللہ کو نصرت دیں تو یقیناً مسلمانوں کے دن کو پلٹنے میں دیر نہیں لگے گی ''إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (آل عمران: 160) ہمیں یہ خوب سمجھنا پڑے گا کہ ان آیات اور ان احادیث کو بعض لوگ بزدلی، خاموشی اور لاپرواہی کے لیے استعمال کرتے ہیں، ایسا بالکل نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اندرونی تبدیلی کے نام پر لگاتار خارجی چپت کھاتے رہیں؛ لیکن ہمیں یہ خوب سمجھنا ہوگا کہ اندرونی تبدیلی کے بغیر اللہ تبارک وتعالی قوم کی حالت نہیں بدلتے اور اللہ تبارک وتعالی دوسری آیت میں فرماتے ہیں کہ اللہ کبھی اس نعمت کو تبدیل نہیں کرتا جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہے جب تک وہ قوم خود اپنی حالت تبدیل نہ کر دیں ''إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِم (الرعد: 11) ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيم'' (الأنفال: 53)

ہم سب جانتے ہیں کہ اکثر سماجی تحریک کو اسی کے لوگ اپنی کمیوں کی وجہ سے تباہ کر دیتے ہیں، سماجی تحریک اکثریا تو تخریب کاری کا شکار ہو جاتی ہے یا پھر اخلاقی بے راہ روی کی وجہ سے مٹی میں ملا دی جاتی ہے یا پھر اسے رشوت دے کر یا یرغمال بنا کر ختم کر دیا جاتا ہے، کیا ہم تیار ہیں کہ ہم تخریب کاری نہیں کریں گے؟ کیا ہم تیار ہیں کہ ہم یرغمال نہیں بنیں گے؟ کیا ہم تیار ہیں کہ ہم رشوت نہیں لیں گے؟ کیا ہم اخلاقی بے راہ روی سے خود کو بچا پائیں گے؟ ان کاموں کو کرنے کے لیے اللہ پر مکمل اعتماد اور پورا توکل چاہیے، اللہ سبحانہ وتعالی کی اطاعت کے لازمی جز کو دل سے قبول کرنا ہوگا، اگر ہم پانچ وقت کی ظاہری عبادت نہیں کر پا رہے تو اس کے درمیان جو اللہ نے عبودیت کا تقاضا رکھا ہے اسے ہم کیسے کر پائیں گے اور جب اسے نہیں کر پائیں گے تو کامیابی کی امید کیسے ہوگی؟ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (الطلاق: 2) اگر آج ہم غزہ میں اپنے بھائیوں کے لیے اپنے بچوں کے لیے اپنے بڑوں کے لیے کچھ نہیں کر پا رہے تو ان کے کل کے لیے ہم آج ہی سے اپنے آپ کو تیار کر سکتے ہیں: ☆ ہم آج تمام بھید بھاؤ کو "نا" کہہ سکتے ہیں ☆ ہم آج تمام فرقہ واریت اور ذات پات کو "نا" کہہ سکتے ہیں ☆ ہم آج لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر تمام مسالک کے جھگڑوں سے اوپر اٹھ سکتے ہیں ☆ ہم آج فلسطینی بھائیوں کے لیے نشہ چھوڑ سکتے ہیں ☆ ہم آج فلسطینی بہنوں کے لیے اپنی بہنوں کے وراثت کے حق کو دے سکتے ہیں ☆ ہم آج جھوٹ بولنا چھوڑ سکتے ہیں غیبت کرنا چھوڑ سکتے ہیں ☆ ہم آج عربی پڑھنا شروع کر سکتے ہیں اسلام کو پڑھنا شروع کر سکتے ہیں ☆ اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں ''وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّة '' آپ ان کے لیے تیار کریں قوت کا وہ سامان جو آپ کی استطاعت میں ہو، ہم آج سے اپنی روح اپنے قلب اپنے جسم کو مضبوط اور قوی بنانا شروع کر سکتے ہیں، مہارات پیدا کرنا شروع کر سکتے ہیں، صلاحیتیں جمع کرنا شروع کر سکتے ہیں، فلسطین کے لیے آج ہم درج ذیل کام کر سکتے ہیں: ہر اچھے کام کے بعد، ہر نماز کے بعد اور خاص کر تہجد میں فلسطین کے لیے دعا کریں، 1880 سے لے کر اب تک فلسطین کی تاریخ کو پڑھیں اور مثبت طریقے سے تمام لوگوں کو اس سے باخبر کریں، مسئلہ فلسطین پر ایلان پاپے، نارمن فنکلسٹین، ایڈورڈ سعید، اسماء عبدالہادی، غادی کرامی، ایوی شلم، جان پیلجر نے عمدہ اکیڈمک کام کیا ہے، سوشل میڈیا پر نفرت اور منفی باتوں کا جواب حقائق اور دلیل سے دیں اور جھگڑا ہرگز نہ کریں، غلط بیانی اور بدزبانی ہرگز نہ کریں، ورنہ نفرت پھیلانے والوں اور نفرت سے لڑنے والوں میں فرق نہیں رہ جاتا، ہر منتخب عہدیدار اور بیوروکریٹس سے بات کریں اور انہیں فلسطین پر حکومت ہند کا تاریخی موقف اور اسرائیلیوں کے مظالم سے آگاہ کریں، فی الحال کسی طرح کے رسدی تعاون کا راستہ نہیں ہے اسلئے ہم لوگ اپنے مظلوم اور ستم رسیدہ بھائیوں کیلئے دعاء خیر کرتے رہیں اور موقع فراہم ہوتے ہی مدد کریں، اللہ تعالی ہم سبھوں کا حامی وناصر ہو آمین۔

Scanned with CamScanner

سپریم کورٹ میں اسقاط حمل اور غیر پیدائشی بچے کے حقوق کے سوالات

انگریزی سے ترجمہ محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب

یہ کیس سپریم کورٹ کے دو مختلف بنچوں تک جا چکا ہے، جس نے اسقاط حمل کے لیے عورت کی فیصلہ کن خودمختاری اور قانون سازی کے فریم ورک پر اہم سوالات اٹھائے ہیں، سپریم کورٹ ایک شادی شدہ خاتون کی 26 ہفتوں کے حمل کو ختم کرنے کی درخواست پر سماعت کر رہی ہے۔

معاملہ کیا ہے ؟: ایک شادی شدہ 27 سالہ خاتون جس کے پہلے سے ہی دو لڑکے ہیں اس نے دلیل دی کہ حمل غیر منصوبہ بند تھا، اس کی خاندانی آمدنی دوسرے بچے کی کفالت کے لیے ناکافی ہے اور وہ اپنے دوسرے بچے کی پیدائش کے بعد صحت اور دیگر وجوہات کی بنیاد پر دوا استعمال کرتی ہے۔

9/ اکتوبر کو جسٹس ہیما کوہلی اور بی وی ناگرتھنا کی دو ججوں کی بنچ نے درخواست گزار سے ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے بات چیت کرنے کے بعد حمل کو ختم کرنے کی اجازت دی، عدالت نے اسقاط حمل کی اجازت دیتے ہوئے استدلال کیا کہ مانع حمل طریقوں کی ناکامی کی وجہ سے یہ حمل جبری حمل جیسا ہی ہے، جس کے لیے 24 ہفتوں تک کی اجازت ہے؛ تاہم AIIMS دہلی نے سپریم کورٹ کو لکھا ہے کہ اسے اس بارے میں ہدایت کی ضرورت ہوگی کہ کیا حمل کو ختم کرنے سے پہلے بچے کو ماں کے پیٹ میں ختم کیا جا سکتا ہے؛ کیونکہ حمل اس وقت بالکل تیار ہے، 11 اکتوبر کو ایمس کی رپورٹ کے بعد اسقاط حمل کی اجازت دینے کے سلسلہ میں یہی بنچ تقسیم ہوگئی تھی اور یہ معاملہ چیف جسٹس آف انڈیا (سی جے آئی) ڈی وائی چندر چوڑ کی سربراہی میں تین ججوں کی بنچ کے سامنے چلا گیا تھا، جمعہ کو، بنچ نے بچہ کی صحت اور خاتون کی طبی حالت کی نشاندہی کے لیے ایک تازہ میڈیکل رپورٹ طلب کی۔

اسقاط حمل کا کیا قانون ہے ؟ میڈیکل ٹرمینیشن آف پریگننسی ایکٹ (MTP) تین مراحل میں حمل کو ختم کرنے کی اجازت دیتا ہے، ایک ڈاکٹر کے مشورے پر 20 ہفتوں تک حمل ختم کرنے کی اجازت ہے، اگر حمل 20 سے 24 ہفتوں کا ہے تو اسقاط حمل کے حق کی تعین دو رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز کرتے ہیں؛ لیکن صرف مخصوص زمروں کے تحت، MTP ایکٹ کے تحت قواعد کی دفعہ 3B میں جبری حمل کی سات اقسام کی فہرست دی گئی ہے، بشمول نابالغ، جنسی زیادتی (عصمت دری)، معذور خواتین؛ یا جب حمل کے دوران خواتین کی ازدواجی حیثیت میں تبدیلی آتی ہو، 24 ہفتوں کے بعد ایک میڈیکل بورڈ "منظور شدہ سہولیات" کے دائرہ میں قائم کیا جانا چاہیے جو "اسقاط حمل کی اجازت یا انکار صرف اس صورت میں کر سکتا ہے جب جنین کی کافی غیر معمولی صورت حال ہو، کیا عدالت نے اسقاط حمل کے لئے 26 ہفتوں سے زیادہ مدت پر اجازت دی ہے؟ ہاں، کئی صورتوں میں: 21/ اگست کو جسٹس ناگرتھنا کی سربراہی والی بنچ نے ہفتہ کے روز ایک خصوصی اجلاس منعقد کیا جس میں عصمت دری سے متاثرہ لڑکی کے حمل کو ختم کرنے کی اجازت دی گئی جس کا حمل 27 ہفتے اور تین دن کا تھا؛ تاہم اس معاملے میں فرق عورت کی ازدواجی حیثیت کا معلوم ہوتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حمل رضامندی سے نہیں ہے نہیں تھا بلکہ جبری تھا، ستمبر 2022 میں جسٹس چندر چوڑ کی سربراہی میں ایک بنچ نے ایک غیر شادی شدہ خاتون کے لیے اسقاط حمل کی اجازت دی جو غیر قانونی ریلیشن شپ کی وجہ سے 24 ہفتوں کی حاملہ تھی، بنچ نیا اس سلسلہ میں ''تبدیلی آئین پسندی'' کا حوالہ دیا جو سماجی تبدیلی کو فروغ دیتا ہے اور کہا کہ ''قانون کو اس حقیقت سے آگاہ رہنا چاہیے کہ معاشرے میں ہونے والی تبدیلیوں سے خاندانی ڈھانچے میں اہم تبدیلیاں آئیں''، ایسی مثالیں بھی ہیں جن میں عدالتوں نے میڈیکل بورڈ کے فیصلے کو ختم کرنے کی اجازت دینے کے فیصلے کو مسترد کر دیا ہے۔

حالت حمل میں بچے کے حقوق کیا ہیں؟: CJI کی زیر قیادت بنچ نے جب اسقاط حمل کے سلسلہ میں مشاہدہ کیا تو اس میں عورت کے حقوق اور حمل میں رہنے والے بچے کے حقوق میں توازن پیدا کرنے کی ضرورت کے درمیان باتیں گردش کرتی رہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا قانون دوسرے ممالک سے بہت آگے ہے ہمارا قانون لبرل اور انتخاب کا حامی ہے؛ جب کہ عدالتوں نے ایم ٹی پی ایکٹ کو آزادانہ طور پر پڑھا ہے، اسقاط حمل کی اجازت دینے کے لیے بطور معیار ''جنین کے مکمل ہونے'' کا ٹیسٹ ہندوستان میں نیا ہے، 1973ء میں امریکی سپریم کورٹ کا فیصلہ جس نے اسقاط حمل کو آئینی حق قرار دیا تھا، اس فیصلہ نے اسقاط حمل کے لئے جنین کے قابل ہونے کی بات کہی تھی، یعنی وہ اس قابل ہو جائے کہ اگر اسے رحم سے باہر نکالا جائے تو وہ زندہ رہ سکتا ہو، 1973ء میں جنین کے اس لائق ہونے کی مدت 28 ہفتے (7 ماہ) تھی جواب سائنسی ترقی کی وجہ سے 23 سے 24 ہفتوں میں مکمل ہو جاتی ہے، بھارت کے قانون پر تنقید یہ ہے کہ 20 ہفتوں کے بعد اسقاط حمل کے سلسلہ میں فیصلہ کرنے کا اختیار ڈاکٹروں کو دیا جاتا ہے نہ کہ عورت کو؛ اگرچہ اس پہلو کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاتا ہے؛ لیکن خواتین کے اکثر مقدمات میں عدالت سے رجوع کرنا قانون سازی کے خلا کی طرف اشارہ کرتے ہیں، 2005 میں راجستھان ہائی کورٹ نے نند کشور شرما بنام یونین آف انڈیا نے MTP ایکٹ کی آئینی جواز کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ یہ ایک غیر پیدائشی بچے کے زندگی کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کرتا ہے؛ تاہم ایک غیر پیدائشی بچے کے حق نے قانون سازی کی بنیاد بنائی ہے جو جانشینی یا جنین کی جنس کے تعین پر پابندی لگانے والے قانون سے متعلق ہے، سی آر پی سی کی دفعہ 416 حاملہ خاتون کو دی جانے والی موت کی سزا کو ملتوی کرنے کا بھی انتظام کرتی ہے۔ (**بحوالہ نذین اکسپریس**)

دنیا کے تیس کروڑ بچے انتہائی غربت کا شکار

عندلیب اختر

انتہائی غربت کو کم کرنے کی عالمی پیش رفت عملی طور پر رک سی گئی ہے۔ کووڈ سے دہائیوں میں عالمی غربت کو سب سے بڑا دھچکا لگا اس کے بعد دنیا کے سب سے بڑے خوراک پیدا کرنے والے ممالک کے درمیان تنازعات کی وجہ سے خوراک اور توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتیوں نے اس سمت تیزی سے بحالی میں رکاوٹ ڈالی ہے، دنیا کے غریب ترین لوگوں نے وبائی امراض کے سب سے بڑے اخراجات برداشت کیے ہیں۔ ان کی آمدنی کا نقصان دنیا کے امیر ترین افراد سے دوگنا تھا، اور عالمی عدم مساوات کئی دہائیوں میں پہلی بار اتنا بڑھا ہے۔ غریب ترین طبقے کو صحت اور تعلیم میں بھی بڑے دھچکوں کا سامنا کرنا پڑا جن کو اگر پالیسی ایکشن سے دور نہ کیا گیا تو ان کی زندگی بھر کی آمدنی کے امکانات پر دیرپا اثرات مرتب ہوں گے، خوراک اور توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں۔ جو جزوی طور پر یوکرین جنگ اور آب و ہوا کے جھٹکے اور تنازعات کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ نے تیزی سے بحالی میں رکاوٹ ڈالی ہے۔ 2023 کے آخر تک، تقریباً 685 سات کروڑ لوگ اب بھی انتہائی غربت میں رہ سکتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے ادارہ برائے اطفال (یونیسف) اور عالمی بینک کی جاری کردہ ایک نئی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں ہر چھ میں سے ایک بچہ روزانہ عالمی معیار سے کہیں کم وسائل میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں 333 ملین یعنی تیس کروڑ بچے شدید غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور گزشتہ دہائی کے دوران اس تعداد میں تقریباً 50 ملین ۵ کروڑ افراد کی کمی ہوئی ہے۔ تاہم رپورٹ کے مصنفین کا کہنا ہے کہ اگر کووڈ-19 سے متعلقہ تین سالہ مسائل پیش نہ آتے تو مزید لاکھوں لوگوں کو شدید غربت سے نکالا جا سکتا تھا۔

یونیسف کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر کیتھرائن رسل نے کہا ہے وبا کے اثرات اور جنگوں، موسمیاتی تبدیلی اور معاشی جھٹکوں نے بچوں کی غربت کا خاتمہ کرنے کی جانب پیش رفت کو روک دیا ہے۔ انہوں نے شدید غربت کی بنیادی وجوہات پر قابو پانے اور یہ یقینی بنانے کے لیے کوششوں میں اضافہ کرنے کو کہا کہ تمام بچوں کو تعلیم، غذائیت، علاج معالجے اور سماجی تحفظ سمیت تمام ضروری خدمات تک رسائی ہو، انہوں نے کہا کہ ان بچوں کو ناکام نہیں چھوڑا جا سکتا۔

رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا بھر میں شدید غربت کا شکار افراد میں نصف سے زیادہ تعداد بچوں کی ہے جبکہ وہ دنیا کی مجموعی آبادی کا صرف ایک تہائی ہیں۔ شدید غربت کا شکار تقریباً 90 فیصد بچوں کا تعلق یا تو ذیلی صحارا افریقہ سے ہے، یا وہ جنوبی ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ 2022 میں ذیلی صحارا افریقہ میں شدید غربت کی شرح 40 فیصد تھی جو دنیا میں سب سے زیادہ ہے اور اس خطے میں شدید غربت کا شکار بچوں کی شرح بھی سب سے زیادہ رہی جو 71 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ 10 برس پہلے یہ شرح 55 فیصد تھی جس میں اب نمایاں اضافہ ہو چکا ہے۔ رپورٹ کے مصنفین کا کہنا ہے کہ تیزی سے بڑھتی آبادی اور سماجی تحفظ کے محدود اقدامات کا اس تیز تر اضافے میں اہم کردار ہے۔ دریں اثنا، مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کے علاوہ دنیا کے دیگر تمام خطوں میں شدید غربت کی شرح میں متواتر کمی دیکھی گئی ہے، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دیہی علاقوں میں رہنے والے اور ایسے گھرانوں کے بچے شدید غربت سے نمایاں طور پر متاثر ہوتے ہیں جن کے سربراہ کم تعلیم یافتہ یا سرے سے ناخواندہ ہیں۔ اندازے کے مطابق مسلح تنازعات سے متاثرہ ممالک میں ہر تین میں سے ایک بچہ شدید غربت کا شکار گھرانوں میں رہتا ہے، جبکہ مستحکم ممالک میں ہر 10 میں سے ایک بچہ شدید غربت کا شکار ہے۔

پچیس کروڑ بچے اسکول جانے سے محروم: دریں اثنا اقوام متحدہ کے تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی ادارے (یونیسکو) نے بتایا ہے کہ دنیا بھر میں کسی بھی تعلیمی درجے میں اسکول جانے سے محروم ہونے والے بچوں کی تعداد چھ ملین اضافے کے بعد 250 ملین یعنی ۲۵ کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ کسی حد تک اس اضافے کی وجہ افغانستان میں خواتین اور لڑکیوں کے تعلیمی اداروں میں جانے پر عائد کردہ اجتماعی پابندی ہے تاہم دنیا بھر میں تعلیم کی فراہمی میں بڑے پیمانے پر آنے والے جمود کو بھی اس کا سبب کہا جا سکتا ہے۔ اس سے پائیدار ترقی سے متعلق اقوام متحدہ کے چوتھے ہدف کے حصول کی کوششوں کو نقصان پہنچ رہا ہے جس کا مقصد 2030 تک دنیا میں تمام لوگوں کو معیاری تعلیم مہیا کرنا ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اگر ممالک ایس ڈی جی 4 کے حوالے سے اپنے قومی اہداف کے حصول کی راہ پر گامزن ہوتے تو مزید چھ ملین بچے اسکولوں میں ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے ہوتے اور مزید 58 ملین بچے اور نوعمر افراد سکولوں میں ہوتے جبکہ پرائمری اسکولوں کے کم از کم 1.7 اساتذہ کو تربیت دی جا چکی ہوتی۔ یونیسکو کی ڈائریکٹر جنرل آڈرے آزولے کا کہنا ہے کہ تعلیم ہنگامی حالات سے دوچار ہے۔ اگرچہ گزشتہ دہائیوں میں تمام لوگوں کو معیاری تعلیم کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے قابل ذکر کوششیں ہوئی ہیں تاہم یونیسکو کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب سکول جانے سے محروم بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اگر ممالک اپنے لاکھوں بچوں کے مستقبل کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں تو انہیں تعلیم کے لیے ہنگامی طور پر متحرک ہونا ہوگا، ایک سال قبل تعلیم میں تبدیلی لانے سے متعلق اقوام متحدہ کی کانفرنس میں 141 ممالک نے ایس ڈی جی 4 کی جانب پیش رفت کی رفتار بڑھانے کا وعدہ کیا تھا۔

اس موقع پر 20 فیصد ممالک نے اساتذہ کی تربیت اور پیشہ وارانہ ترقی کو فروغ دینا اپنا مقصد قرار دیا جبکہ 70 فیصد نے تعلیم پر سرمایہ کاری بڑھانے یا اس میں بہتری لانے کا وعدہ کیا جبکہ 25 فیصد نے عزم کیا کہ وہ تعلیمی اداروں کی مالی معاونت کو بڑھائیں گے اور اسکولوں میں بچوں کو کھانا فراہم کرنے کے اقدامات کریں گے۔ تاہم ممالک کے لیے ایس ڈی جی 4 سے متعلق اپنے اہداف تک پہنچنا اسی صورت ممکن ہے جب 2030 تک وہ ہر سال لاکھوں بچوں کو ابتدائی تعلیم مہیا کریں گے اور انہیں پرائمری تعلیم مکمل کرنے والے بچوں کی تعداد کو بڑھا کر تین گنا کرنا ہوگا۔ 'دی ایجوکیشن 2030 فریم ورک فار ایکشن' ممالک سے ایس ڈی جی 4 سے متعلق اشاریوں کے حوالے سے وسط مدتی اہداف طے کرنے کو کہتا ہے۔ اس مشمولہ طریقہ کار میں ممالک کو ایس ڈی جی 4 کے سات اہداف 2025 اور 2030 تک حاصل کرنے میں مدد فراہم کی گئی جن میں قبل از ابتدائی درجے کی تعلیم، اسکول میں حاضری، تعلیم کی تکمیل اور خواندگی، سیکھنے کی استعداد، تربیت یافتہ اساتذہ کی دستیابی اور تعلیم پر سرکاری اخراجات شامل ہیں۔

Scanned with CamScanner

عدل وانصاف؛ معاشرے کے لئے بنیادی ستون

طلعت نثار

عدل کے معنی ہیں جس کا جوحق ہے اس کو دیا جائے اس میں ذرا بھی کمی بیشی نہ ہو، اچھے اور برے کام میں پورا پورا بدلہ دینا بھی عدل کہلاتا ہے، ہر کام مناسب وقت پر کرنا بھی عدل کی ایک صورت ہے، ہر چیز کو موزوں مقام پر رکھنا بھی عدل کہلاتا ہے، عدل کی ضد ظلم ہے، جس کے معنی ہیں کسی کی حق تلفی کرنا یا اس کے ساتھ زیادتی کرنا، کسی کام کو غیر مناسب وقت پر کرنا یا کسی چیز کو غیر موزوں مقام پر رکھنا۔ رب کائنات نے نظام کائنات کو عدل کے ساتھ مربوط کر دیا ہے، تمام سیارے اپنے محور کے گرد مقررہ رفتار کے ساتھ گردش کر رہے ہیں، اگر ذرا بھی ردو بدل ہو جائے گا تو نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی، نظام کائنات آسمان سے لے کر زمین تک صرف اللہ کے عدل وانصاف کے بل بوتے پر قائم ہے۔ ارشاد باری ہے: ''اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور فرشتوں نے اور علم والوں نے انصاف سے قائم ہوکر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں، عزت والا، حکمت والا۔'' (سورہ آل عمران) اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ''عادل'' ہے، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی ہر معاملے میں عدل سے کام لیں جس قسط وعدل سے زمین وآسمان قائم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہم نے رسولوں کو صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیج کر ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں''۔ (سورۃ الحدید)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد مختصر مگر جامع الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ انبیاء ورسل تین چیزیں لے کر آئے۔ (۱) کھلی نشانی (۲) واضح ہدایات کتاب الٰہی (۳) اور میزان یعنی وہ معیار حق وباطل جو ترازو کی طرح ٹھیک تول کر بتا دے کہ انصاف کی بات کیا ہے، عام فہم زبان میں اس آیت کے مفہوم کو ہم اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ پیغمبروں کے بھیجنے اور کتاب نازل کرنے کی غرض یہ ہے کہ عدل پر قائم رہیں، سب سے بڑا عدل یہ ہے کہ انسان توحید پر قائم رہے، توحید ہی سے عدل قائم ہوسکتا ہے اور شرک سب سے بڑا ظلم ہے، دنیا کی ساری خرابیاں شرک ہی سے پیدا ہوتی ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔ (سورہ لقمان) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی کامل شریعت لے کر آئے جو عدل واحسان اور قانون واخلاق دونوں کا مجموعہ ہے، دنیا میں عدل وانصاف، قانون اور اخلاق دونوں کے ذریعے ہی ممکن ہے، دونوں کا منشاء ایک ہی ہے، قانون، برائیوں کو روک تو دیتا ہے، مگر دل میں برائی کی طرف سے نفرت کا اظہار اور روحانی کیفیت پیدا نہیں کرتا جو اخلاقیات کی جان ہے، اسلام ایک ایسا عادلانہ نظام پیش کرتا ہے کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے برائیوں کا خاتمہ ہوکر ایک پرامن معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور جس کا اثر دوسروں پر براہ راست ہوتا ہے، اسے قانون کے ماتحت کر دیا، مثلاً: قتل، چوری، رہزنی، زنا اور تہمت لگانا وغیرہ ان جرائم کیلئے قرآن نے سزا بھی مقرر کر دی جو ریاست کی طرف سے دی جاسکتی ہے، حکومتی انتظامات کے قیام کے لئے سختی کا یہ عالم ہے کہ ایک خاص سزا کے اجرا کے وقت حکم ہوتا ہے، ارشاد باری ہے: ''اور تم کو اللہ کا حکم صادر کرنے میں ان دو گنہگاروں پر ترس نہ آئے، اگر تم کو خدا پر اور قیامت پر ایمان ہے اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو دونوں کی سزا کے وقت حاضر رہنا چاہئے''۔ (سورہ نور) یعنی قیامت کے دن اس گناہ کی سزا اور سخت ہے، اس لئے نرمی نہ کی جائے اور جماعت کو حاضر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو، تا کہ وہ جرم سے باز رہیں، عدل وانصاف ایک اچھی حکومت وسلطنت کی عمارت کا بنیادی ستون ہے، امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ ایک با اختیار عدلیہ ہو، جو مظلوم کی دادرسی کرے اور عدل وانصاف کے مطابق بلاتفریق قبیلہ، خاندان یا سیاسی وابستگی، فیصلہ کرے اور معاشرے کے تمام افراد قانون کی نظر میں برابر ہوں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر فرمایا ہے کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، اور ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ انصاف سے فیصلہ کرنے والوں کو اپنی دوستی اور محبت سے نوازنے کی بشارت سناتا ہے، اب فیصلہ کرنے والوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ آزاد ہو اور اپنے فیصلے کے نفاذ کی قدرت رکھتا ہو اور صاحب علم ہو تا کہ ظلم وانصاف میں تمیز کر سکے لیکن مقدمات کے صحیح فیصلے کا انحصار کی شہادت پر ہے، اسی لئے اسلام عدل وانصاف کے ساتھ سچی شہادت دینے کی بھی تاکید کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے: ''اے ایمان والو انصاف پر قائم ہو جاؤ، اللہ کیلئے گواہی دیتے جاؤ، اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو، یا ماں باپ کا، یا رشتے داروں کا، جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر''۔ (سورہ النساء)

عدالتی نظام کی کامیابی کا دارومدار اگر ایک طرف متقی، پرہیز گار اور پیکر انصاف جج اور قاضی پر ہے تو دوسری طرف پیکر صدق وصفا گواہوں پر بھی ہے، تا کہ انصاف کے تقاضے پورے ہوسکیں، بدقسمتی سے ہمارے ہاں تو سرمایہ داروں اور بااثر لوگوں کے رعب ودبدبے کی وجہ سے چشم دید گواہ ان کے خلاف گواہی دینے کی جرأت بھی نہیں کرتا، بلکہ اپنی آنکھیں ہی بند کر لیتا ہے، اس کی ایک وجہ گواہوں کا عدم تحفظ بھی ہے ریاست کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ گواہان کا تحفظ یقینی بنائے تا کہ عدل وانصاف کے تقاضے پورے کئے جاسکیں اور انصاف کی بر وقت فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔

ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور خلفائے راشدین سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے، ایک بار خاندان بنی مخزوم کی ایک خاتون چوری کے الزام میں پکڑی گئی، اس کا قبیلہ چاہتا تھا کہ اسے ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ ملے، انہوں نے اسامہ بن زید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارشی بنا کر بھیجا کہ سزا میں کچھ نرمی فرمائی جائے، آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا: ''پہلی قومیں اسی لئے تباہ ہوگئیں کہ ان کا بڑا آدمی جب جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور غریب آدمی کوئی جرم کرتا تو اسے سزا دی جاتی''۔

ہندوستانی جیلوں میں مسلمان قیدیوں کی تعداد

ابوسجاد مولیپوری

17 ستمبر 2023 کو دی وائر ویب سائٹ پر نیشنل کرائم ریکارڈ کی ایک چونکا دینے والی رپورٹ نظر سے گزری، رپورٹ میں ہندوستان کی جیلوں میں مسلم قیدیوں کے اعداد وشمار مذکور تھے، ان اعداد وشمار کو دیکھ کر یقین کرنا مشکل نہیں ہوگا کہ سرکاری عملہ مسلم مخالفت اور انہیں برباد کرنے کے لئے کس حد تک پہنچ گیا ہے اور حکومتی سطح پر اسلاموفوبیا کی کوشش کس قدر تیز ہوگئی ہے، ذیل میں دئے گئے اخباری رپورٹ سے ہر شخص اس کا اندازہ کرسکتا ہے، من حیث القوم مذکور رپورٹ ہمیں فکر دلاتی ہے کہ ان کی رہائی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اور ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ مستقبل میں قوم کو اس ذلت سے بچانے کے لئے کیا اقدامات کئے جانے چاہئے؟ رپورٹ: نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی طرف سے جاری جیلوں کی شماریات سے متعلق ایک رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستانی جیلوں میں قانونی حراست میں رکھے گئے 30 فیصد سے زیادہ قیدی مسلمان ہیں، جو مسلم آبادی کے تناسب سے دوگنی تعداد ہے۔ جیل کی شماریات (اسٹیٹکس) انڈیا-2021 کا حوالہ دیتے ہوئے دی ہندو نے بتایا ہے کہ 2021 میں ہندوستانی جیلوں میں حراست میں رکھے گئے قیدیوں میں 30 فیصد سے زیادہ مسلمان تھے، جبکہ مردم شماری-2011 کے مطابق ملک کی آبادی میں مسلم کمیونٹی کی حصہ داری صرف 2.14 فیصد ہے۔

غور طلب ہے کہ ہندوستانی جیلوں میں چار قسم کے قیدی رہتے ہیں۔ پہلے، مجرم، یعنی وہ لوگ جو کسی جرم کے مرتکب پائے گئے ہوں اور انہیں عدالت نے سزا سنائی ہو۔ دوسرے، زیر سماعت قیدی، جن پر اس وقت عدالت میں مقدمہ چل رہا ہو۔ تیسرے، حراستی، جن کو قانونی طور پر حراست میں رکھا گیا ہو۔ چوتھے، وہ جو ان تینوں زمروں میں سے کسی سے تعلق نہیں رکھتے اور جو قیدیوں کی مجموعی تعداد کا بہت چھوٹا حصہ ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ سال 2021 کے دوران، آسام میں 61 فیصد مجرم اور 49 فیصد زیر سماعت قیدی مسلمان تھے، جبکہ مسلم کمیونٹی ریاست کی آبادی کا 34 فیصد ہے۔ جن ریاستوں میں حراست میں رکھے گئے قیدیوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے، وہاں حراست میں رکھے گئے مسلمانوں کی حصہ داری آبادی کے تناسب سے زیادہ پائی گئی۔ ان میں گجرات، اترپردیش، ہریانہ اور مرکز کے زیر انتظام جموں وکشمیر شامل ہیں۔

نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی طرف سے جاری کردہ جیل کے اعداد وشمار-2021 (جیل اسٹیٹکس انڈیا) کے حوالے سے دی ہندو نے اطلاع دی ہے کہ گجرات کی جیلوں میں کل 372 مسلمان حراست میں بند تھے، جو وہاں حراست میں بند کل قیدیوں کا 31 فیصد تھا۔ جبکہ گجرات میں مسلم آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق) 10 فیصدی ہے۔ اترپردیش کی بات کریں تو وہاں کی جیلوں میں 222 مسلمان قید تھے، جو وہاں کی جیلوں میں حراست میں بند کل قیدیوں کا 57 فیصد تھے۔ جبکہ اترپردیش میں مسلمانوں کی آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق 19 فیصدی ہے۔ وہیں جموں وکشمیر کی جیلوں میں سال 2021 میں 252 مسلمان حراست میں قید تھے۔

یہ تعداد وہاں کی جیلوں میں حراست میں بند کل قیدیوں کا 94 فیصد تھی۔ جبکہ اس یونین ٹیریٹری میں مسلم آبادی 69 فیصد ہے (2011 کی مردم شماری کے مطابق)۔ ہریانہ کی جیلوں میں تو حراست میں بند تمام قیدی مسلمان تھے۔ 2021 میں کل 41 قیدیوں کو ہریانہ کی جیلوں میں حراست میں رکھا گیا تھا، یہ بھی مسلمان تھے یعنی 100 فیصد۔ جبکہ ہریانہ میں مسلم آبادی (مردم شماری 2011 کے مطابق محض 7 فیصدی ہے۔ (ماخوذ: السٹریشن: پری پلب چکرورتی / دی وائر نئی دہلی)

محمد زین العابدین نیشنل لنگویج ٹیچر ایوارڈ کے لئے منتخب

قومی اردو شکچھک کرم چاری سنگھ آئین کے شیڈول 8 میں شامل بھی زبانوں کو ترقی دینے میں کوشاں ہے، نیشنل لنگویج ٹیچر ایوارڈ نیشنل اردو ٹیچر ایوارڈ ہندوستان کے مختلف ریاستوں کے اساتذہ کو جنہوں نے تعلیم سے متعلق اداروں میں بہتر کام کیا ہے ہر سال دیا جاتا ہے، اس سال محمد زین العابدین ولد محمد نظام الدین انصاری (داناپور) اردو پرائمری اسکول مدرسہ بورڈ چانڈی، باڑھ پٹنہ کو اس ایوارڈ کے لئے منتخب کیا گیا ہے، واضح رہے کہ ایوارڈ آئندہ 29 اکتوبر بروز اتوار غالب اکادمی نئی دہلی میں دیا جائے گا۔

دعاء مغفرت

ضلع دربھنگہ موضع بڑگاؤں کے نامور عالم دین حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب گذشتہ ۱۲/اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز جمعرات اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، حضرت مولانا دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ تھے، انہوں نے خطابت وامامت کے ذریعہ نئی نسل کی ذہنی وفکری اصلاح فرمائی اس وجہ سے وہ علاقہ میں معتبر علماء میں شمار ہوتے تھے، ماشاء اللہ انہوں نے لمبی عمر پائی، امارت شرعیہ اور یہاں کے اکابر سے عقیدت مندانہ تعلق رکھتے تھے، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ (آمین)

Scanned with CamScanner

فلسطین کو تنہا سمجھنا اسرائیل کی غلطی ہے

بے نام گیلانی

امروز عالمی پیمانے پر ایک عجب بے یقینی کا عالم ہے۔ ایک جانب مذہبی معرکہ آرائی ہے تو دوسری جانب سیاسی تصادم اس قدر شدید نظر آتا ہے کہ اس سے کسی کا بھی محفوظ رہنا ممکن نظر نہیں آتا ہے۔ کم وبیش ڈھائی سالوں سے جاری روس اور یوکرین جنگ نے پوری دنیا کو تین خیموں میں منقسم کرر کھا ہے: ایک خیمہ امریکہ، دوسرا خیمہ روس اور تیسرا غیر جانبدار؛ لیکن عمیق نگاہی کے ساتھ مشاہدے سے جو حقائق ابھر کر سامنے آتے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے جو غیر جانبدار ہونے کا سوانگ رچ رہے ہیں وہ اپنے قول وفعل میں قطعی مخلص نہیں ہیں، وہ کسی نہ کسی صورت میں کسی ایک خیمہ سے منسلک ہیں، انتہا تو یہ ہے کہ کوئی دونوں ہاتھوں میں لڈو رکھنے کے خواہش مند نظر آتے ہیں، یعنی دونوں ہی خیموں سے اپنے مراسم جاری رکھے ہیں، یہ دیگر امر ہے کہ وہ بظاہر اس جنگ میں ملوث نظر نہیں آتے ہیں، تاہم کسی نہ کسی خیمہ سے ہمدردی ضرور رکھتے ہیں، اس میں اپنا وطن عزیز ہندوستان پہلے پائدان پر نظر آتا ہے، یہ جنگ جو روس اور یوکرین کے مابین جاری ہے، درحقیقت روس اور یوکرین کے مابین ہے ہی نہیں، درحقیقت یہ جنگ روس اور امریکہ کے مابین ہے، جس کا اختتام کم از کم اکیسویں صدی میں ہوتا نظر نہیں آتا ہے۔ یوکرین تو محض قربانی کا بکرا بنا ہے، جسے کئی قسطوں میں اور مختلف انداز میں ذبح کیا جارہا ہے۔ اب اس میں اسے ذبح کروانے والے امریکہ کا کیا قصور ہوسکتا ہے، جب ذبح ہونے والا خود ذبح ہونے کے لئے بیتاب ہو، امریکہ نے اسے ایک زبردست لالچ دیا، وہ یہ کہ ہم تمہیں ناٹو میں شامل کروادیں گے، جس کے باعث تم پر کوئی بھی ملک حملہ آور نہیں ہو سکے گا، اس کا سبب یہ ہے کہ فی زمانہ ناٹو دنیا کی سب سے مضبوط و مستحکم حربی تنظیم ہے، پھر ہم تو تمہیں ہر طرح اور ہر قسم کی مدد دینے کے لئے تیار ہیں، امریکہ اس طرح کی چکنی چپڑی باتوں میں لاکر کتنے ہی ممالک کو ملبے میں تبدیل کرواچکا ہے۔ امریکہ کی یہ تاریخ رہی ہے کہ یہ اپنے کسی بھی دوست ملک کا وفادار کبھی نہیں ہوا، سبھوں کو عین وقت پر دھوکہ دیا، لیکن معلوم نہیں کیوں کچھ ممالک کے تعلیم یافتہ سربراہان بھی اس کے دام فریب میں آہی جاتے ہیں اور اپنے ملک کو تباہ وبرباد کرواکر ملبے میں خود ہی تبدیل کروادیتے ہیں، نیز اپنے ہی عوام کو موت کی نیند سلوادیتے ہیں، اس کی مثال پیش نگاہ روس یوکرین جنگ ہے، اب لوگ کہیں گے کہ یوکرین کو امریکہ نے خود بھی بہت مدد دی اور دے رہا ہے، اسی کے باہم ناٹو ممالک و دیگر مغربی ممالک سے بھی دلواچکا ہے اور دلوا بھی رہا ہے، اب اس کے بعد امریکہ پر بیوفائی کا الزام نہیں لگایا جاسکتا، شاید ایسا استفسار کرنے والوں کو یہ علم نہیں کہ یوکرین کو جو اسلحہ جات عطا کئے گئے وہ صرف مزاحمت کے لئے تھے۔ جن اسلحہ جات سے جنگ جیتی جاسکتی ہے وہ اسلحہ جات آج بھی یوکرین کو میسر نہیں ہیں، لیکن مکمل یوکرین برباد ہوچکا ہے اور وہاں کے شہری یا تو لقمہ اجل ہوچکے ہیں یا وطن سے ہجرت کرچکے ہیں، ایک دیوانے کی دیوانگی اور لالچ نے اس کے ملک کو بالکل ہی برباد کروادیا۔

اسرائیل کے ساتھ امریکہ نے ایسا ہی وعدہ کرر کھا ہے کہ تمہیں قطعی نہیں گھبرانا ہے، ہم ہر وقت اور ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں، یہ داستان کوئی ابھی کی نہیں ہے؛ بلکہ 1948 ہی کی ہے، جب یہودیوں کی سازشوں، ریاکاریوں اور مکروفریب سے عاجز آکر اقوام متحدہ کے ذریعہ انگلینڈ اور پولینڈ وغیرہ نے ان یہودیوں کو فلسطین کی مقدس سرزمین پر لاکر آباد کردیا، اس کا اصل سبب یہ تھا کہ اس دور میں فلسطین اہل فرنگ کے تابع تھا، اہل فرنگ نے اس مقدس سرزمین فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کردیا، ایک حصہ میں یہودیوں کو آباد کیا اور دوسرا حصہ اہل عرب کے لئے چھوڑ دیا، اب چونکہ اہل عرب فلسطینیوں نے حصول علم سے اغماز برتا، چنانچہ وہ جہاں تھے وہیں رہے؛ بلکہ رفتہ رفتہ تنزلی کے شکار ہوتے چلے گئے، وہیں پر یہودیوں نے جو واقعتاً پناہ گزیں کی حیثیت سے تھے اور انتہائی پھٹے حال میں تھے، لیکن حصول علم کو ترجیح دی، انہوں نے کسمپرسی و کم مائیگی کے عالم میں بھی صرف تعلیم ہی نہیں؛ بلکہ اعلیٰ تعلیم حاصل کی، اس سے دوگز آگے اس نے جدید علوم میں مہارت حاصل کی، جس کا ماحصل یہ ہوا کہ یہ از خود توپ، ٹینک، ہوائی جہاز، شپ، راکٹ، میزائیل، ایئر ڈیفینس سسٹم حتی کہ ایٹم بم بنانے میں بھی کامیابی حاصل کی، جبکہ فلسطینی پتھروں کے زمانے میں ہی رہے، اس طرح یہودی مضبوط و مستحکم ہوتے گئے، خود تو مستحکم ہوئے ہی اپنے ساتھ اپنے ملک کو بھی بہت مضبوط و مستحکم کرلیا، کچھ اس قدر مضبوط کہ دنیا کے بڑے بڑے طاقتور ممالک کے بھی اس سے عداوت لینے میں پسینے چھوٹ جاتے ہیں، یہ یقیناً یہودیوں کی دانشمندی اور دور اندیشی و دور بینی کا ماحصل تھا کہ انہوں نے جدید علوم و تکنیک سے خود کو آراستہ و پیراستہ کرکے اپنے وطن عزیز کو بھی مضبوط و مستحکم بنا دیا، یہ کہاوت تو بہت قدیم جس کی لاٹھی اس کی بھینس، جب یہودیوں نے ہر طرح سے خود کو بہت مضبوط و مستحکم کر لیا تب اپنے پر پھیلانے شروع کردئے، اب نوبت یہاں تک آچکی ہے کہ وہ اپنے Greater Israel کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے نہ صرف مکمل فلسطین کو ہڑپنا چاہتا ہے؛ بلکہ لبنان اور آس پاس کے دیگر ممالک پر بھی حریصانہ نگاہ لگائے بیٹھا ہے۔

جب ۷/ اکتوبر ۲۰۲۳ء کو حماس نے اسرائیل پر حملہ کیا تو وہ کوئی غیر متوقع یا بیجا حملہ نہیں تھا، یہ اسرائیل و فلسطین کی تاریخ ہے کہ فلسطینیوں نے اسرائیلیوں کے بہت جبر وتشدد برداشت کئے ہیں۔ جب اسرائیلیوں کی بربریت ناقابل برداشت ہوگئی ہے، تب فلسطینی بے یارو مددگار نہ تھے، بس اینٹ پتھر ہاتھ میں لئے لیکن سر بہ کفن ہوکر گھروں سے نکل آتے ہیں۔ جب یہود معصوم فلسطینیوں پر جبر وتشدد کا پہاڑ توڑتے ہیں اور مجبور فلسطینی بے بسی میں جام شہادت نوش فرماتے ہیں، تب اہل مغرب کا جذبہ انسانی جوش نہیں مارتا ہے۔ آج جب حماس نے اس بربریت پر قدغن لگانے کی غرض سے نقارۂ جنگ بجادیا تو سارے اہل مغرب کا جذبۂ انسانی ابال مارنے لگا، سارے کے سارے یک زبان ہوکر چلانے لگے کہ یہ بربریت بھری اور ظالمانہ حرکت ہے، حتی کہ وزیر اعظم ہند نے بھی اسے غلط ہی کہا ہے، ایسا اس نے عمل پذیر ہوا کہ فی زمانہ اسرائیل کا ساری دنیا میں آر ایس ایس سے بڑا follower کوئی نہیں ہے، اسلاموفوبیا یہودیوں کی مانند آر ایس ایس کی بھی مجبوری ہے۔

اسرائیل اور آر ایس ایس میں صرف یہ امتیاز ہے کہ یہودی احساس برتری میں مبتلا ہیں اور آر ایس ایس احساس کمتری میں، شاید وزیر اعظم ہند کو علم نہیں کہ بابائے قوم مہاتما گاندھی نے کہا تھا کہ فلسطین اسی طرح عربوں کا ہے جس طرح انگلینڈ انگریزوں کا اور فرانس فرانسیسیوں کا ہے، اسی طرح سابق وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے کہا تھا کہ اسرائیل کو فلسطین کی سرزمین چھوڑنا ہوگا کیونکہ یہ ناجائز قبضہ ہے، غرض کہ ہندوستان کا موقف سدا فلسطین کے حق میں رہا ہے، لیکن موجودہ وزیر اعظم ہند شری نریندر مودی کا موقف فلسطین کے خلاف اور اسرائیل کے حق میں ہے، جس طرح آر ایس ایس ہندوستان میں مسلمانوں کو نہیں برداشت کر پا رہا ہے جبکہ حصول آزادی میں سب سے زیادہ قربانی مسلمانوں کی ہی رہی ہے، عین اسی طرح اسرائیل فلسطین میں مسلمانوں کے وجود کو گوارہ نہیں کر پارہا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ فلسطین کامل طور پر مسلمانوں کا ہے اور یہودی وہاں پناہ گزیں کی حیثیت سے ہیں، پھر بھی وہ مسلمانوں کو وطن بدر کرنے کو آمادہ ہیں، یہی سبب ہے کہ وزیر اعظم ہند حماس کے اس حملے کی مخالفت کررہے ہیں، شاید موصوف کو جس طرح مسلمانوں سے نفرت ہے اسی طرح انصاف سے بھی نفرت ہے، ورنہ وہ حماس کے اس حملے کی مخالفت ہرگز نہیں کرتے، جو جنگ حالیہ دنوں میں چھڑی ہے اسے تو بیس سال قبل ہی چھڑنی چاہئے تھی۔ کیونکہ اس درمیان اسرائیل بہت مستحکم بھی ہوا ہے اور ظالم بھی، وہ اس قسم کا ظالم ہوگیا ہے کہ اس کی نگاہ میں انسان اور انسانیت کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں رہ گئی ہے، جبکہ اس کی نگاہ میں اپنے لوگ بہت بیش بہا ہیں، وہ ایک یہودی کی موت پر لاشوں کی ڈھیر لگانے والی قوم ہوکر رہ گئی ہے۔ اسے یہ احساس ہے کہ عالمی طور پر یہودیوں کی تعداد بہت مختصر ہے، اگر اسی طرح آبادی کم ہوتی گئی تو وہ دن دور نہیں کہ روئے ہستی سے یہودیوں کا نام ونشان بالکل ہی ختم ہوجائے، یہی سبب یہ ہے کہ اسرائیل کے حکمرانوں کی نگاہ میں ایک ایک یہودی بہت قیمتی ہے، لیکن یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انہیں اپنی قوم کے افراد سے اس قدر محبت ہے تو یہ چاہئے تھا کہ دوسری قوم کے افراد کی زندگی کو بھی اتنی ہی اہمیت دیتے، لیکن وہ تو فلسطینیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے رہے۔ وہ شاید یہ فراموش کرگئے کہ ظلم جب حد سے تجاوز کرجاتا ہے تو ظالم کا مٹنا یقینی ہوجاتا ہے۔ لیکن صد افسوس متکبر تن یا ہو کی فہم میں یہ بات نہیں آئی، چنانچہ قدرت نے ظالموں کے مکمل خاتمے کا نظم کردیا، اگر اس جنگ کو بغائر نظر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اسرائیل کا محفوظ رہنا اب ناممکن ہے، خواہ امریکہ، انگلینڈ، اسٹریلیا، اٹلی اور دیگر مغربی ممالک جتنی بھی کوشش کرلیں، ابھی تو اسرائیلی ایک حماس سے مقابلے میں ناکام ہورہے ہیں۔

بے شک غازہ پٹی کو اسرائیل نیست ونابود کرسکتا ہے لیکن وہ بھی کسی صورت محفوظ نہیں رہ سکتا ہے، ان ممالک نے جو فلسطین کو تنہا تصور کرلیا ہے وہ ان کی فاش غلطی ہے، کیونکہ مجاہدین ہی سے کئی گروپس ہیں، مثال کے طور پر حزب اللہ، الاقصا بریگیٹ اور القصام، ان میں حزب اللہ کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مالی وفوجی وحربی طور پر بہت ہی مضبوط و مستحکم مجاہدین کا گروپ ہے، جو تن تنہا کئی دفعہ اسرائیل سے نمبرد آزما ہوچکا ہے اور اسرائیل کو اپنا قدم پیچھے لینے پر مجبور کرچکا ہے، اب وہ بھی عملی طور پر اس جنگ میں کود چکا، بقیہ جو دیگر گروپس ہیں وہ تو رزرو میں ہیں ہی، ان کے باہم روس، چین اور شمالی کوریا کا موقف بھی حماس کے حق میں ہے، چچن کمانڈر رقادروف نے بھی حماس سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ہم اپنی فوج لے کر غازہ پٹی پہنچ سکتے ہیں، دنیا کے کل 57 مسلم ممالک تو فلسطین کے ساتھ ہیں ہی، سعودی عرب سے یہ خوف لاحق تھا کہ کہیں نہ وہ امریکہ کے دباؤ میں اپنا موقف بدل دے اور اسرائیل کو حمایت دے دے، لیکن چونکہ خلیج کا منظرنامہ ابھی بالکل تبدیل ہوچکا ہے، چنانچہ سعودی عرب کی اب یہ مجبوری ہے کہ وہ فلسطین سے یکجہتی کا اظہار کرے، خود امریکہ کی اب حالت خراب ہوگئی ہے جب اس نے دیکھا کہ روس کھل کر حماس کا ساتھ دے رہا ہے اور اپنی فوج روانہ کرنے کی دھمکی دی ہے، امریکہ نے جواباً اپنا آبی جنگی بیڑا غازہ پٹی کے قریب لاکر کھڑا کردیا ہے۔ اس پر ایران نے بیان دیا ہے کہ وہ بیڑا ابھی غرق ہوسکتا ہے، امریکہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے کہ اس کا بیڑا غیر مفتوح ہے، اس طرح امریکہ نے بھی بیان بدل دیا ہے کہ یہ بیڑا حماس پر حملہ کے لئے نہیں ہے بلکہ اسرائیل کی حفاظت کے لئے ہے، یعنی ایران کے انتباہ کے بعد امریکہ بھی خوفزدہ ہوگیا ہے، اس کے سامنے بھی غیر یقینی کے حالات آگئے ہیں، کیونکہ اس کا بحری بیڑا اس کی بہت بڑی طاقت ہے، پھر اس کی قیمت بھی بہت ہے۔ اس پر کتنے میزائل اور ایٹم بم رکھے ہیں۔ ان سبھوں کے علاوہ کئی مگ اور f16-f35 جیسے بیش بہا فائٹر جہاز ہیں، امریکہ کو یہ خوف لاحق پیدا ہوگیا کہ اگر کسی بھی طرح اس کا بحری بیڑا غرق ہوتا ہے تو وہ عالمی پیمانے پر بہت کمزور اور غیر مستحکم ہوجائے گا، وہ اسی بحری بیڑا کا خوف دکھا کر ساری دنیا کو ڈراتا دھمکاتا ہے، امریکہ کو یہ بھی علم ہے کہ ایران کے پاس Under water Missail بھی ہے، جس سے وہ اس کے بحری بیڑے کو تباہ کرسکتا ہے اور خطرناک قسم کے میزائل نیز ڈرون بھی ہیں، جو اس بیڑے کی دھجیاں اڑا سکتے ہیں، ابھی ابھی ایران نے "تھرموبیرک بم" کا تجربہ کیا ہے، جو جہاں گرتا ہے وہاں کی ہوا کو خوفناک آگ میں تبدیل کردیتا ہے، اگر وہ ایک بم بھی کسی طرح اس بحری بیڑے پر گرتا ہے تو اس کا کام تمام ہوسکتا ہے، اس خوف نے امریکہ کو پریشان کرر کھا ہے، وہ غازہ پٹی کے قریب تو پہنچ چکا ہے؛ لیکن کسی بھی کاروائی سے قاصر ہے، جبکہ حماس ہر روز اسرائیل پر راکٹ کی بوچھار کررہا ہے، حماس کے جنگ جو اور اسرائیل وامریکہ کے فوجیوں میں یہ واضح امتیاز ہے کہ حماس سر بہ کفن ہوکر چلتا ہے، اسے شہادت سے محبت ہے؛ لیکن یہود ونصاری موت سے ڈرتے ہیں، حماس والوں کی یہی خوبی اسے مضبوط بناتی ہے اور یہود ونصاری کا یہ خوف اسے سارے حربہ ہتھیار کے باوجود کمزور بناتا ہے، یہ وہ کمزوری ہے جس کے باعث امریکہ کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے سے قبل ہی چکنا چور ہوتا نظر آرہا ہے، کیونکہ بڑے سے بڑے اسلحہ جات کے استعمال کے لئے فوجیوں کی ہی ضرورت درپیش ہوتی ہے، الغرض یہ کہ جس طرح دنیا کا منظرنامہ تبدیل ہورہا ہے، عین اسی طرح خلیج کا بھی منظرنامہ بڑی ہی سرعت سے تبدیل ہورہا ہے، کم از کم فلسطین کے موقف پر سارے مسلم ممالک ایک اسٹیج پر آگئے، یہ عالم اسلام کے لئے نہایت ہی سودمند ثابت ہوگا، اگر اسی طرح ہر مسلے پر اسلامی ممالک باہمی یکجہتی کا مظاہرہ کریں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست سے دوچار نہیں کر سکتی، اب رہی فلسطین کے مستقبل کی بات تو اس لحاظ سے بھی یہ جنگ بہت سودمند ثابت ہوگی۔

Scanned with CamScanner

عظمت رفتہ کی واپسی کا واحد راستہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اسلام سے پہلے مختلف قوموں میں عورتوں کو میراث نہیں ملتی تھی۔ان کا خیال تھا کہ جولوگ دشمن سے پنجہ آزمائی کر سکتے ہیں اور قوم کی حفاظت اور مدافعت کا فریضہ انجام دیتے ہیں، انہیں کو میراث پانے اور خاندان کی املاک میں حصہ دار بننے کا بھی حق حاصل ہے،غرض جسمانی طاقت اور مقابلہ کی قوت کو بڑی اہمیت حاصل تھی،اسی کو قوموں کی سر بلندی کا راز اور غلبہ واقتدار کا وسیلہ تصور کیا جاتا تھا،اور بڑی حد تک اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے یہ بات درست بھی تھی،لیکن آج حالات تبدیل ہو چکے ہیں،اوراب قوموں کی تقدیر میدان جنگ کی للکار اور شمشیر وآہن کی جھنکار کے بجائے علم وتحقیق کے مراکز اور دانش گاہوں سے متعلق ہوگئی ہے، جو قوم علم وفن سے عاری اور فکرو دانش سے محروم ہو،خواہ کتنی ہی بڑی تعداد رکھتی ہو لیکن اس کی حیثیت مٹی کے ڈھیر کی ہے، جو ہمیشہ پاؤں تلے روندا اور قدموں کے نیچے بچھایا جاتا ہے،اس کی ایک کھلی ہوئی مثال جاپان اور خود ہمارا ملک ہندوستان ہے،ہم آبادی کے اعتبار سے دنیا کی دوسری سب سے بڑی طاقت ہیں،اور ہمارے ملک کا رقبہ بھی کچھ کم نہیں،قدرتی وسائل جتنے اس ملک کو حاصل ہیں،کم ہی اس کی مثال ملے گی،اس کے برخلاف جاپان آبادی کے اعتبار سے بھی اور رقبہ کے لحاظ سے بھی ہم سے بہت چھوٹا ملک ہے،قدرتی وسائل میں بھی وہ ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا،لیکن آج ہمیں جاپان کے سامنے دست سوال پھیلانا اور کشکول گدائی بڑھانا پڑتا ہے،یہ صورت حال محض علم و دانش کا ادنیٰ کرشمہ ہے!

اسلام وہ مذہب ہے جس نے اپنی آمد کے اول دن سے علم پر زور دیا ہے،پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سماج میں پیدا ہوئے،اور نبوت سے سرفراز کیے گئے،اس میں کیا کچھ برائیاں اور بے حیائیاں نہیں تھیں،شرک عام تھا سیکڑوں دیویوں اور دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی،طاقت کی حکمرانی تھی،نہ جان محفوظ تھی،نہ مال اور نہ عزت وآبرو، بے حیائی اور برے شرمی کی ایسی کوئی بات نہیں تھی جو سماج میں نہ پائی جاتی ہو، بہ ظاہر خیال ہوتا ہے کہ ان حالات میں انسانیت کے نام اللہ تعالی کا پہلا پیغام توحید خداوندی کی دعوت اور شرک وبت پرستی کی تردید کا آنا چاہئے تھا، کہ اسلام کی پوری تعلیم کا لب لباب اور خلاصہ یہی خدا کی وحدانیت کا تصور ہے،یا پھر پہلی وحی ظلم وجور کی مذمت وانصاف کی ترغیب کی بابت ہونی چاہئے تھی؟ کیوں کہ انسان سب سے زیادہ ضرورت مند ایسے سماج کا ہوتا ہے جو پرامن ہو، ظلم وزیادتی سے محفوظ ہو،اور بقاء باہم کے اصول پر قائم ہو لیکن غور فرمائیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی،اس میں صراحتاً ان باتوں کا کوئی ذکر نہیں ؛ بلکہ فرمایا گیا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھئے، جو تمام کائنات کا خالق ہے،یعنی سب سے پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانیت کو جس بات کی دعوت دی گئی وہ تعلیم ہے؛ کیوں کہ علم ایسا سر چشمہ ہے جس سے تمام بھلائیاں پھوٹتی ہیں، اور تمام مفاسد کا رد ہوتا ہے، اس لئے امام مالک نے فرمایا کہ علم روشنی ہے، ''العلم نور'' (حلیۃ الاولیاء:۶/ ۳۱۷) اگر کوئی مکان اندھیرا ہو تو اس میں چور اور ڈاکو کا داخل ہونا بھی آسان ہوتا ہے،اور سانپ کیڑوں کی بھی آماج گاہ بن جاتا ہے،ان میں سے ہر ایک کا مقابلہ الگ الگ دشوار ہے،لیکن اگر چراغ جلا دیا جائے اور مکان روشن ہو جائے تو نہ چور اور ڈاکو کو گھر میں آنے کا حوصلہ ہوگا،نہ سانپ کیڑے اس مکان کو اپنا ٹھکانہ بنائیں گے،علم کو روشنی کہہ کہ اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، ہر برائی کو الگ الگ دور کرنا اور ان کا علاحدہ مقابلہ کرنا آسان نہیں ؛لیکن تمام برائیوں اور مفاسد کا اصل سر چشمہ جہالت اور علم سے محرومی ہے، کسی سماج میں جب علم کی روشنی آجائے تو خود بہ خود سماج کی برائیاں دور ہوں گی اور علم ودانش کی آگ ان کو پھونک کرر کھ دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا اتنا پاس ولحاظ تھا کہ مکہ میں ہر طرح کی دشواری کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''دار ارقم'' کو تعلیم وتربیت کا مرکز بنایا، اور اول دن سے اپنے رفقاء کی تعلیم وتربیت کی طرف متوجہ رہے، مکہ کا جو لٹا پٹا قافلہ مدینہ آیا، اس میں سیکڑوں بے گھر ودر تھے، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ذاتی مکان میسر نہیں تھا، اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں مہمان تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے لئے گھر کی فکر کی اور نہ اپنے ان ساتھیوں کے لئے، جو مستقل اقامت گاہ سے محروم تھے؟ بلکہ سب سے پہلے مسلمانوں کے لئے ایک عبادت گاہ اور دینی مرکز کی حیثیت سے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، اور پہلی باضابطہ درسگاہ ایک چبوترہ کی شکل میں قائم کی، جسے صفہ کہا جاتا تھا، یہی چھوٹی سی جگہ جزیرہ عرب کے کونے کونے سے آنے والے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا مرکز تھی، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے منتظم اور استاذ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمان گھر بار اور دوسرے اسباب آسائش سے بڑھ کر اپنے بچوں کی تعلیم پر اولین توجہ دیں کہ جو قوم اپنا گھر پھونک کر علم کا چراغ جلانا نہ جانتی ہو، سر بلندی ودرخشانی کبھی اس قوم کے حصہ میں نہیں آسکتی، اگر تاریخ کے حیرت انگیز واقعات کو جمع کیا جائے تو اس میں ایک یہ بھی ہوگا کہ غزوہ بدر میں ستر اہل مکہ مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار کیے گئے، اس وقت مسلمان سخت معاشی مشکلات سے گزر رہے تھے، نہ ان کو معقول غذا میسر تھی، نہ ضرورت کے مطابق لباس تھا، اور نہ مناسب رہائش گاہ اور تو اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہفتوں چولہا سلگنے کی نوبت نہ آتی تھی، اس عہد میں شاید ہی کوئی مسلمان گھر ہو، جو فاقہ مستی کی لذت سے ناآشنا رہ گیا ہو۔

یہ موقع تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فدیہ کے طور پر اہل مکہ سے زیادہ سے زیادہ پیسے حاصل کر جو مدینہ کی معیشت کو سہارا دیتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اسیران بدر کا ایک فدیہ یہ مقرر کیا کہ لوگ لکھنا پڑھنا جانتے ہوں، وہ دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل میں امت کے لئے اسوہ ہے کہ گو ہمیں بھوکے رہنا پڑے، ہماری کروٹیں فاقوں سے بے سکون ہوں، اور دنیا کے اسباب راحت ہمیں کم سے کم میسر ہوں لیکن ہر قیمت پر ہم اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کو اولیت دیں، اور تعلیم سے محروم کر کے ہم ان کے اور پوری قوم کے مستقبل کو ضائع نہ ہونے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اسلام نے تعلیم میں کسی تنگ ذہنی اور تعصب کو راہ نہیں دی ہے علم کا حصول بہ ہر حال ایک نعمت ہے، چاہے وہ غیر مسلم سے حاصل ہو؛ بلکہ ان لوگوں سے حاصل ہو جن سے ہماری زندگی کے وجود کو بھی خطرہ لاحق ہے؛ بہ شرطیکہ ان سے ہمارے ایمان و عقیدہ اور ہماری مذہبی قدروں کو نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔

اسلام کسی بھی ایسے علم کا مخالف نہیں جو انسانیت کے لئے نافع ہو، نہ وہ کسی زبان کا مخالف ہے۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض رفقاء کو عربی زبان کے علاوہ بعض دوسری زبانوں کے سیکھنے کی ہدایت فرمائی، اور فرمایا کہ تمام ہی زبانیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔علم نافع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین عبادت قرار دیا (مجمع الزوائد:۲/۱۲۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی موت کے بعد بھی میں چیزوں کا اجرا سے پہنچتا رہتا ہے، من جملہ ان کے ایک ایسا علم ہے جس سے اس کے بعد لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، افسوس کہ جس امت کو سب سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی اور اس کے ہاتھوں میں قلم تھمایا گیا، وہی آج جہالت وناخواندگی اور تعلیم سے محرومی اس کے لئے وجہ امتیاز بنی ہوئی ہے، اور دبی کچلی قومیں بھی اس میدان میں اسے پیچھے چھوڑ چکی ہیں۔

ایک ایسی قوم کے لئے جس نے سیکڑوں سال تک اس ملک کے طول وعرض پر حکومت کی ہے، اور آج بھی اس ملک کا کوئی خطہ نہیں، جہاں اس کی فرماں روائی اور عظمت رفتہ کے انمٹ اور قلب ونگاہ کو محو حیرت کر دینے والے نقوش موجود نہ ہوں، مگر عظمت رفتہ کے یہ نقوش آج ہمیں منہ چڑاتے ہیں، اور زبان حال سے ہم پر قہقہہ زن ہیں کہ یہ کیسی قوم ہے کہ جس کے حال کا اس کے ماضی سے کوئی رشتہ نہیں؟؟ اس ذلت اور پستی سے نکلنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ مسلم محلوں اور آبادیوں کے گلی کوچوں میں تعلیم کی ایسی ہی تحریک چلائی جائے، جیسے الیکشن میں ووٹوں کے لئے مہم چلائی جاتی ہے، مسلمان پوری قوم کو اپنا خاندان وکنبہ تصور کریں، وہ اپنے بچوں کی تعلیم پر بھی توجہ کریں، اور اپنے پڑوسیوں کی بھی خبر گیری کریں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی طالب علم پڑھتے پڑھتے رک گیا ہو، معاشی ناہمواری نے اس کے بڑھتے ہوئے قدم تھام لیے ہوں، یا وہ نفسیاتی کم حوصلگی کا شکار ہو گیا ہو، ایسے بچوں کا حوصلہ بڑھائیں، اور اجتماعی طور پر سماج کے ایسے بچوں کی تعلیمی کفالت قبول کریں، ایسی درسگاہیں قائم کریں جن کا نصب العین قوم کی خدمت ہو، جو تعلیم کو تجارت اور روپیوں کا ٹکال نہ سمجھتے ہوں ؛ بلکہ پوری امت کو ایک خاندان سمجھ کر اس کی خدمت کے لئے میدان عمل میں اترے ہوں، جن کو ہوٹلوں اور معمولی کارخانوں میں ان کمسن مسلمان بچوں کا برتن دھونا اور جھاڑو دینا تڑپا دیتا ہو، جن کے چہرے بشرے سے ذہانت ہویدا ہے، اور جن کی آنکھیں ان کی اندرونی ذکاوت وفراست کی چغلی کھاتی ہیں۔

جب تک قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں پوری قوم کے لئے درد اور کسک پیدا نہ ہو، مسلمانوں کی پست حالی ان کی کروٹوں کو بے سکوں اور ان کی آنکھوں کو بے آرام نہ کر دے، مسلم تعلیمی ادارے مکان کی تعمیر کے بجائے انسان کی تعمیر کی طرف متوجہ نہ ہوں، وہ تعلیم وتعلم کو تجارت کے بجائے عبادت کا درجہ دینے پر آمادہ نہ ہوں، اور پوری قوم میں یہ احساس نہ جاگے کہ تعلیم ہی سے ہماری تقدیر وابستہ ہے، یہ ہماری شہ رگ ہے، اور اس سے محرومی کے بعد کسی قوم کے لئے باعزت طور پر زندہ رہنا ناممکن ہے، تب تک ہمارا خوابیدہ نصیب جاگ نہیں سکتا، اور ہم روٹھے ہوئے ماضی کو منا کر واپس نہیں لا سکتے !!

فغان درد مند

(نتیجۂ فکر: محمد جہانگیر تائب باب نوروی ہارون نگر، پٹنہ (بہار)

خدا جانے غازہ میں اب کیا ہوا ھے — قیامت سے پہلے قیامت بپا ھے
گرجتا ھے بادل برستی ہے بجلی — فلسطین میں ایک غوغا مچا ہے
نہیں اپنا گھر ہے چھپاؤں کہاں سر — مکاں اپنا ملبہ میں بدلا ہوا ھے
عجب روح فرساں ہے منظر وہاں کا — زمیں میں دبا ہائے انساں پڑا ہے
مدد غیر کیا خاک میری کریں گے — کہیں بھی نہ اپنوں کا کوئی پتہ ہے
کوئی ساتھ دے یا نہیں دے مجھے اب — میرا ساتھ دیگا جو میرا خدا ہے
زمانہ یہ کہتا ھے ظالم مجھے ہی — ستم مجھ پہ ہائے یہ کیسا ہوا ہے
میں اقصیٰ بچاؤں گا سب گھر مٹا کر — یہ جاں اپنی واللہ اس پر فدا ھے
یہ مسلم ممالک پہ ہے خوف طاری — جو شیر ببر مجھ پہ بپھرا کھڑا ھے
تیرا گھر تو محفوظ ہے میرے بھائی — میرے گھر کو دیکھو میرا کیا بچا ھے
میرے بچے زیر زمیں ہوگئے ہیں — ہمیشہ میرے گھر پہ آہ وبکا ہے
مظالم کی زد میں ہے صدیوں سے اقصیٰ — مگر کیوں مسلمان سویا پڑا ہے
کیا میں نے اقدام جاں اپنی دے کر — شہادت پہ بھی میری چون چرا ہے
یہ اہل جنوں کو نہ درس خرد دو — مجھے اقصیٰ دے دو یہی مدعا ہے
میں ارض مقدس چھڑاؤں گا ان سے — بزرگوں کی جاں سوز مجھ پر دعا ہے
خدا کی رضا مجھکو حاصل ہے تائبؔ — نہ پرواہ مجھ کو کہ دنیا خفا ہے

Scanned with CamScanner

میڈیا کی آزادی پر جارحانہ حملہ

معصوم مراد آبادی

گزشتہ دنوں دہلی پولیس نے 'نیوز کلک' سے وابستہ صحافیوں کے پچاس ٹھکانوں پر چھاپہ مار کارروائی انجام دی اور وہ الیکٹرانک آلات ضبط کرلیں جن کے ذریعہ صحافی سچی خبروں کی ترسیل کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ان میں سے کئی سرکردہ صحافیوں کو دہلی پولیس اپنے ساتھ لے گئی اور دیر شام تک ان سے پوچھ تاچھ کرتی رہی۔ ان سے شاہین باغ احتجاج، کسانوں کی تحریک اور دوسرے عوامی مظاہروں سے متعلق تیکھے سوالات پوچھے گئے۔ حکومت کا کہنا ہے کہ 'نیوز کلک' چین سے حاصل شدہ غیر قانونی فنڈنگ کے تحت کام کرتا ہے۔ اسی لیے دیر شام 'نیوز کلک' کے دفتر کو سیل کرکے اس کے 76 سالہ بانی ایڈیٹر پربیر پورکائستھ اور اوراچ آر ہیڈ امت چکرورتی کو گرفتار کرلیا گیا۔ ان کی گرفتاری غیر قانونی سرگرمیوں سے متعلق قانون یو اے پی اے کے تحت عمل میں آئی ہے۔

'نیوز کلک' دراصل صحافت کی آبرو بچانے والا آن لائن نیوز چینل ہے، جس سے ملک کے بیشتر وہ صحافی وابستہ ہیں، جن کا قومی ذرائع ابلاغ نے گلا گھونٹ کر رکھ دیا ہے۔ ان میں ابھیسار شرما، ارملیش ارل اور بھاشا سنگھ جیسے نام شامل ہیں، جو اس وقت ملک میں بے خوف صحافت کی آبرو سمجھے جاتے ہیں اور ہر وہ بات عوام تک پہنچانا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں، جسے حکمران وقت عوام سے چھپانا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے سچ کا جو راستہ اختیار کیا ہے، اس کے لیے انھیں داد دی جانی چاہئے اور انعام واکرام سے نوازا جانا چاہئے، لیکن حکومت وقت نے ان کے خلاف جو مقدمہ قایم کیا ہے، اس میں یو اے پی اے جیسے قانون کی ایسی دفعات شامل کی گئی ہیں، جو وطن دشمنوں کے خلاف استعمال کی جاتی ہیں۔ ملک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ صحافت کی آبرو بچانے والوں کو وطن دشمنی کے الزامات کا سامنا ہے۔ اس وقت ملک میں محبّ وطن وہی ہے جو حکمران وقت کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے اور جو کوئی حکومت سے اختلاف یا اس کے کاموں پر تنقید کرتا ہے، اسے کسی ثبوت کے بغیر وطن دشمن ثابت کردیا جاتا ہے۔

> **"ملک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ھے کہ صحافت کی آبرو بچانے والوں کو وطن دشمنی کے الزامات کا سامنا ھے۔ اس وقت ملک میں محب وطن وھی ھے جو حکمران وقت کی ھاں میں ھاں ملاتا ھے اور جو کوئی حکومت سے اختلاف یا اس کے کاموں پر تنقید کرتا ھے، اسے کسی ثبوت کے بغیر وطن دشمن ثابت کردیا جاتا ھے۔"**

یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ 'نیوز کلک' کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ اس سے پہلے فروری 2021 میں بھی ای ڈی اور محکمہ انکم ٹیکس نے 'نیوز کلک' کے دفاتر پر چھاپے مارے تھے۔ اس وقت بھی الزام یہی تھا کہ اس نے غیر ملکی فنڈنگ حاصل کی ہے۔ تازہ کارروائی ای ڈی کی طرف سے گزشتہ 17 اگست کو درج کی گئی ایف آئی آر کی بنیاد پر کی گئی ہے، جس میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ 'نیوز کلک' نے امریکہ کے راستے چین سے غیر قانونی رقومات حاصل کی ہیں۔ اس سلسلے میں 'نیوز کلک' نے جو وضاحتی بیان جاری کیا ہے، اس میں اپنے خلاف تمام الزامات کی تردید کرتے ہوئے اس کارروائی کو آزاد اور غیر جانبدار صحافت کا گلا گھونٹنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں صحافیوں کی تمام سرکردہ تنظیموں نے بھی 'نیوز کلک' اور اس سے وابستہ سرکردہ صحافیوں کے خلاف کارروائی کی مذمت کی ہے اور اس معاملے میں چیف جسٹس آف انڈیا سے مداخلت کی اپیل کی ہے۔ ایڈیٹرز گلڈ آف انڈیا نے سینئر صحافیوں کی رہائش گاہوں پر چھاپہ ماری اور اس کے نتیجے میں ہوئی گرفتاریوں پر گہری تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "یہ چھاپے ماری میڈیا کی آزادی کو دبانے کی کوشش ہے۔ گلڈ نے یہ بھی کہا کہ قانون کو اپنا کام کرنا چاہئے لیکن ایسا ماحول پیدا نہیں کیا جانا چاہئے، جس سے صحافیوں کو ڈرایا دھمکایا جائے۔" گلڈ نے حکومت کو یاددہانی کرائی ہے کہ ایک فعال جمہوریت کے لیے آزاد میڈیا کا وجود لازمی ہے۔

سبھی جانتے ہیں کہ صحافت کا بنیادی کام عوام کو حقیقت سے روشناس کرانا ہے۔ ہمارے ملک میں تو اس کی اہمیت یوں بھی زیادہ ہے کہ ہم دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے باسی ہیں اور صحافت جمہوریت کا چوتھا ستون ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ جب سے ملک میں نئے حکمراں آئے ہیں انھوں نے صحافت کے معنی ہی بدل کر رکھ دیے ہیں۔ آج کے دور میں سوال کرنے والا سب سے بڑا دیش دروہی ہے۔ اسی لیے ملک میں ایک ایسا میڈیا وجود میں آچکا ہے جو نہ صرف یہ کہ خود کوئی سوال نہیں پوچھتا بلکہ سوال کرنے والوں کو کٹہرے میں کھڑا کرتا ہے۔ اس معاملے میں سب سے زیادہ عزت مین اسٹریم میڈیا کے نیوز چینلوں نے گنوائی ہے جو ملک میں ہر وقت فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دیتے ہیں اور مسلمانوں کی حب الوطنی پر سوال کھڑے کرتے ہیں۔ گودی میڈیا کے ان چینلوں کو دیکھ کر صاف اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا واحد کام ملک کے اندر ہندو مسلم منافرت کو فروغ دینا اور جھوٹی خبروں کی ترسیل کرنا ہے۔

حقیقت پسند لوگ اس صورتحال سے خاصے بیزار ہیں اور ان کے دلوں میں متبادل میڈیا نے اپنے لیے جگہ بنائی ہے۔ 'نیوز کلک' ایسے ہی آن لائن نیوز چینلوں میں سے ایک ہے، جو حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس سے وہ تمام صحافی وابستہ ہیں جنھوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔ 'نیوز کلک' جیسے آن لائن چینلوں کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا راز یہی ہے کہ وہ صحافت کی اعلیٰ قدروں کی ترجمانی کرتے ہیں اور سچائی کا پرچم بلند کرتے ہیں۔ شاید اسی لیے حکومت پر ان کا وجود بھاری ہے اور وہ ان کا گلا گھونٹنے کے لیے بے چین نظر آتی ہے۔ بے باک، بے لاگ اور بے خوف صحافت سے وابستہ صحافیوں کے ٹھکانوں پر مارے گئے چھاپے حکومت کی گھبراہٹ اور بے چینی کا ہی ثبوت ہیں۔ 'نیوز کلک' جیسے آن لائن چینلوں کی شمولیت اس ملک کے مین اسٹریم میڈیا میں پانچ فیصد کے قریب ہے۔ باقی ۹۵ فیصد مین اسٹریم میڈیا ہر وقت حکومت کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ افسوس کہ حکومت اپنے آپ پر تنقید کرنے والی اس محدود آواز کو بھی برداشت نہیں کر پارہی ہے۔ 'نیوز کلک' کے خلاف کارروائی اور سرکردہ صحافیوں کو ہراساں کئے جانے کے خلاف اپوزیشن جماعتوں نے بھی مشترکہ آواز اٹھائی ہے۔ کانگریس لیڈر ششی تھرور کا کہنا ہے کہ "اتنی مضبوط سرکار کو ایک نیوز پورٹل سے خطرہ کیوں محسوس ہوتا ہے؟ سرکار نے اس کارروائی سے خود کو اور جمہوریت کو بے عزت کیا ہے۔" سی پی ایم لیڈر سیتا رام یچوری کا کہنا ہے کہ "صحافیوں کے خلاف کارروائی فرد کی آزادی کے بنیادی حق پر حملہ ہے۔ یہ صرف بے لگام ہی نہیں، بلکہ فسطائی کارروائی بھی ہے۔'

'اپوزیشن اتحاد 'انڈیا' کی طرف سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ "بی جے پی سرکار کی کارروائی اقتدار کے سامنے سچ بولنے والوں کے خلاف ہے۔ یہ کارروائی نفرت اور انتشار پھیلانے والوں کے خلاف نہیں ہے۔"

جس وقت ان صحافیوں کو حراست میں لے کر دہلی پولیس کی اسپیشل سیل گہری پوچھ تاچھ کررہی تھی اور اس کی خبریں آرہی تھیں تو دوپہر میں دہلی اور اس کے آس پاس زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے۔ زلزلے آتے رہتے ہیں اور یہ انسان کے اپنے وجود کے متزلزل ہونے کا اعلان ہوتے ہیں۔ جو کوئی بھی طاقت ور یا اقتدار میں ہے اور اپنے ہمیشہ اقتدار میں رہنے کا یقین رکھتا ہے، یہ زلزلے دراصل اس کے لیے ایک وارننگ کی طرح ہوتے ہیں، جو اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ اس دنیا میں سب کچھ ناپائیدار ہے، اور یہاں کی کسی بھی شے پر غرور اور گھمنڈ انسان کو ملیامیٹ کرنے کے لیے کافی ہے، خواہ وہ بے لگام اقتدار ہی کیوں نہ ہو۔ شاید گذشتہ دنوں کا زلزلہ یہی پیغام لے کر آیا تھا۔ کاش حکمران وقت اس حقیقت کو سمجھ پاتے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۶۳/۲۶۸/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد، سوپول)

پروینہ خاتون بنت محمد اسلم مرحوم، مقام بکھیلی، وارڈ نمبر ۱۱، ڈاکخانہ محرم پور، ضلع سوپول۔ فریق اول

بنام

محمد شفیق الرحمٰن ولد محمد عظیم الدین، مقام بکھیلی وارڈ نمبر ۱۱، ڈاکخانہ محرم پور، ضلع سوپول۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول پروینہ خاتون بنت محمد اسلم مرحوم نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد، ضلع سوپول میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/نومبر ۲۰۲۳ء مطابق ۲۹/۴/۱۴۴۵ھ روز منگل کو بوقت ۹ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

توبہ تین چیزوں کا مجموعہ

"عام طور پر دو لفظ استعمال ہوتے ہیں: ایک "استغفار اور ایک توبہ" اصل ان میں سے توبہ ہے اور استغفار اس توبہ کی طرف جانے والا راستہ ہے اور یہ توبہ تین چیزوں کا مجموعہ ہوتی ہے، جب تک یہ تین چیزیں جمع نہ ہوں اس وقت تک توبہ کامل نہیں ہوتی، ایک یہ کہ جو غلطی اور گناہ سرزد ہوا ہے اس پر ندامت اور شرمندگی ہو، پشیمانی اور دل شکستگی ہو، دوسرے یہ کہ جو گناہ ہوا اس کو فی الحال فوراً چھوڑ دے اور تیسرے یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کامل ہو، جب تین چیزیں جمع ہو جائیں، جب توبہ مکمل ہوتی ہے اور جب توبہ کرلی تو وہ توبہ کرنے والا شخص گناہ سے پاک ہوگیا، حدیث شریف میں ہے کہ "جس نے گناہ سے توبہ کرلی وہ ایسا ہوگیا جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں" (ابن ماجہ) صرف یہ نہیں کہ اس کی توبہ قبول کرلی اور نامۂ اعمال کے اندر یہ لکھ دیا کہ اس نے فلاں گناہ کیا تھا وہ گناہ معاف کردیا گیا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم دیکھئے کہ توبہ کرنے والے کے نامۂ اعمال ہی سے وہ گناہ مٹادیتے ہیں اور آخرت میں اس گناہ کا ذکر بھی نہیں ہوگا کہ اس بندہ نے فلاں وقت میں فلاں گناہ کیا تھا" (ماخوذ)

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

آر بی آئی نے کی دو بڑے بینکوں کے خلاف سخت کارروائی

ہندوستان کے دوسب سے بڑے پرائیویٹ بینک آئی سی آئی سی آئی اور کوٹک مہندرا کے خلاف آر بی آئی نے سخت کارروائی کی ہے۔ان دونوں بینکوں پر مجموعی طور پر 15 کروڑ روپے کا جرمانہ عائد کیا گیا ہے۔ان پر الزام ہے کہ بینکنگ سے جڑے کچھ اصولوں کی خلاف ورزی کی ہے۔میڈیا رپورٹس کے مطابق آر بی آئی نے آئی سی آئی سی آئی بینک پر 12.19 کروڑ روپے کا اور کوٹک مہندرا بینک پر 3.95 کروڑ روپے کا جرمانہ لگایا ہے۔بینکوں پر یہ جرمانہ الگ الگ اصولوں کی خلاف ورزی کے سبب لگایا گیا ہے۔آئی سی آئی سی آئی بینک پر جرمانہ جہاں بینکنگ ریگولیشن ایکٹ کی دفعہ 20(1) پر ٹھیک سے عمل نہیں کرنے پر لگایا گیا ہے، وہیں کوٹک مہندرا پر یہ جرمانہ ریزرو بینک کی کئی گائیڈ لائنس کی خلاف ورزی کو لے کر لگایا گیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ کوٹک مہندرا بینک نے آر بی آئی کی ریکوری ایلنٹ، بینک کے اندر کسٹمر سروس، فنانشیل سروسز کی اوٹ سورسنگ میں جوکھم مینجمنٹ و ماڈل کوڈ اف کنڈکٹ اور قرض دینے سے جڑے گائیڈ لائنس پر ٹھیک طرح سے عمل نہیں کیا۔اس لیے اس پر سنٹرل بینک نے جرمانہ عائد کیا ہے۔ بینک ان سبھی گائیڈ لائنس کو لے کر سالانہ تجزیہ کرنے میں ناکام رہا ہے۔(اے یو ایس)

ایک ملک ایک انتخاب 2029 سے: لاء کمیشن

ایک ملک ایک انتخاب کے معاملے پر لاء کمیشن نے اپنی رپورٹ تیار کر لی ہے۔بتایا جاتا ہے کہ کچھ ٹھوس نتیجے پر کمیشن پہنچا ہے جس کے تحت اہم نتیجہ یہ ہے کہ لوک سبھا اور اسمبلیوں کے انتخابات ایک ساتھ تکنیکی طور پر ممکن نہیں ہیں۔رپورٹ کی سفارش کے مطابق نئی حد بندی کے بعد 2029 میں لوک سبھا اور سبھی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ساتھ کرائے جائیں۔مرحلہ وار طریقے سے ایک ملک، ایک انتخاب کو 10 سال میں پھیلانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس لئے ایک جھٹکے میں بھی انتخابات کروانا بہتر متبادل ہے۔لہٰذا انتخابی مرحلہ تقریباً 4 سے 6 مہینے تک چل سکتا ہے۔اس کے ساتھ ہی ایسا کرنے سے زیادہ سے زیادہ اسمبلیوں کے ایک ساتھ انتخاب کرائے جاسکتے ہیں۔کمیشن کا یہ بھی ماننا ہے کہ ایک ملک۔ایک انتخاب کے لیے ریاستوں سے اجازت لینا لازمی نہیں ہے۔بتایا جاتا ہے کہ آئین کی دفعہ 368 کے کلاؤج 2 سے کمیشن نے یہ نتائج اخذ کئے ہیں۔ واضح ہو کہ ایک ملک ایک انتخاب کے معاملے پر مرکز کی مودی حکومت نے دو ماہ قبل سابق صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند کی صدارت میں کمیشن تشکیل دی تھی۔(ایجنسی)

گیان واپی معاملہ میں سپریم کورٹ کا اہم تبصرہ

سپریم کورٹ میں گیان واپی معاملہ کی سماعت ہوئی۔سپریم کورٹ نے سماعت کے دوران اہم تبصرہ کیا ہے۔عدالت نے کہا کہ عبادت گاہوں کا قانون کہتا ہے کہ کسی بھی مذہبی مقام کی نوعیت کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ایسے میں یہ دیکھنا ہوگا کہ آزادی کے وقت یعنی 15 اگست 1947 کو اس جگہ کی مذہبی نوعیت کیا تھی۔اس دن جو مذہبی نوعیت ہوگی، اس سے طے ہوگا کہ اس ایکٹ کے موجود ہونے کے باوجود کیس کی سماعت ہوسکتی ہے یا نہیں، جس کیلئے ثبوت لانا ہوں گے۔واضح رہے کہ گیان واپی کیس میں کل 3 عرضیاں داخل کی گئی ہیں۔مسلم فریق نے کہا کہ ہندو فریق کا دعویٰ سماعت کے قابل نہیں ہے۔عبادت گاہوں کے قانون کی وجہ سے اس معاملے کی سماعت نہیں ہونی چاہیے۔چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ، جسٹس بے بی پاردی والا اور جسٹس منوج مشرا کی بنچ نے معاملہ کی سماعت کی۔ہندو فریق نے کہا کہ کل 3 درخواستوں کی سماعت ہونی ہے، جن میں سے ایک درخواست شرنگار گوری معاملہ میں برقرار رہنے کے بارے میں ہے اور دوسری درخواست کورٹ کمشنر کی تقرری کے سلسلہ میں ہے، جسے مسلم فریق نے چیلنج کیا ہے۔تیسرا مقدمہ وضوخانہ کے آثار قدیمہ کے سروے کا مطالبہ کرنے والی درخواست ہے۔(ایجنسی)

مسافروں کو تازہ کھانا دستیاب کرانے کا ریلوے کا اعلان

وسط مشرقی ریل (ECR) زون کے تحت داناپور ریل ڈویژن میں پڑنے والے سبھی ریلوے اسٹیشنوں پر اور ٹرینوں میں مسافروں کو بالکل تازہ اور مقوی کھانا دستیاب کرانے کا ریلوے نے اعلان کیا ہے، وزارت ریل حکومت ہند کے ادارہ آئی آر سی ٹی سی کے جی جی ایم ایسٹ زون ظفر اعظم نے یہ اعلان پٹنہ جنکشن کے پلیٹ فارم نمبر 1 پر طویل عرصے سے بند ''جن آہار'' کو دوبارہ کھولے جانے اور اس کا باضابطہ افتتاح کرنے کے بعد میڈیا سے بات چیت میں کیا۔انہوں نے کہا کہ ریلوے مسافروں کی تمام مشکلات کھانے پینے کی چیزوں کے معیار پر بنی ہے اور اس سلسلے میں بڑے پیمانے پر مسافروں سے شکایتیں ملنے کے بعد آئی آر سی ٹی سی نے یہ فیصلہ کیا کہ پٹنہ جنکشن پر پھر سے مسافروں اور انہیں چھوڑنے یا ریسیو کرنے کے لیے آنے والے لوگوں کو بالکل تازہ اور بہتر قسم کا کھانا دستیاب کرایا جائے گا اور ان کے مطالبے کا بھرپور خیال رکھا جائے گا جہاں کھانے میں استعمال ہونے والی ہر ایک چیز کے معیاری ہونے کی گارنٹی ریلوے مسافروں کو دی جائے گی۔(روزنامہ بیدار پٹنہ)

اساتذہ کو پرانی پنشن کا فائدہ دینے سے ہائی کورٹ کا انکار

پٹنہ ہائی کورٹ نے 34500 اساتذہ کو پرانی پنشن اسکیم کا فائدہ دینے سے صاف انکار کرتے ہوئے اس سلسلے میں دائر درخواست کو مسترد کر دیا۔جسٹس پی بی بجن تھری اور جسٹس ارون کمار جھا کی ڈویژن بنچ نے نند کشور اوجھا کی درخواست پر سماعت کی۔یہ کیس 8 اکتوبر 1991 کو بی پی ایس سی کی طرف سے 25 ہزار اسسٹنٹ اساتذہ کی تقرری کے لیے شائع کردہ اشتہار سے متعلق ہے، جہاں پی ٹی اور مین امتحان کے بعد، بی پی ایس سی نے اسٹنٹ اساتذہ کے عہدے پر تقرری کے لیے 19272 کامیاب امیدواروں کے ناموں کی سفارش کی تھی۔ان میں سے 17281 غیر تربیت یافتہ امیدوار تھے۔بی پی ایس سی کے اس فیصلے پر تربیت یافتہ امیدواروں نے اعتراض کیا اور اسے ہائی کورٹ میں چیلنج کیا کہ تربیت یافتہ امیدواروں کی موجودگی کے باوجود غیر تربیت یافتہ امیدواروں کو کیوں لیا گیا۔پھر یہ معاملہ سپریم کورٹ تک پہنچا۔پھر سپریم کورٹ کی ہدایت پر خصوصی تقرری رولز بنا کر تقرری کا عمل شروع کیا گیا۔فیصلے سے قبل بہار خصوصی ابتدائی ٹیچر اپوائنٹمنٹ رولز 2010 کے تحت مقرر کردہ 34500 اساتذہ کو پرانی پنشن اسکیم کا فائدہ پہنچانے کے لیے درخواست دائر کی گئی تھی۔5 اپریل 2018 کو اس وقت کے چیف جسٹس راجندر مینن اور جسٹس ڈاکٹر انیل کمار اپادھیائے کی ڈویژن بنچ نے پرانی پنشن اسکیم کا فائدہ دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔اس حکم کی درستگی کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا تھا۔سپریم کورٹ کی ہدایت پر ہائی کورٹ نے کیس کی سماعت کی۔(ت ن س)

طب وصحت

کمر اور گردن کے درد سے کیسے بچیں

ہمارے ہاں درس وتدریس کے شعبے کو بڑی اہمیت حاصل ہے خاص طور پر خواتین کے لیے۔معاشرے میں اساتذہ کو بہت عزت دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں بچوں اور قوم کا مستقبل ہوتا ہے۔

بہت سی خواتین اساتذہ معالجین کے پاس گردن، کمر اور جوڑوں کے درد کی شکایت لے کر آتی ہیں۔تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ تقریباً 90 فیصد خواتین اساتذہ ان تکلیف سے دوچار رہوتی ہیں، ہانگ کانگ میں کی گئی ایک تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ 3 سے 69 فیصد خواتین اساتذہ کو گردن کا درد ہوتا ہے۔چین کی ایک تحقیق سے بھی ثابت ہوا ہے کہ 6ء45 فیصد خواتین اساتذہ کی کمر میں درد ہوتا ہے، جب کہ برازیل کی تحقیق کے مطابق 41 فیصد خواتین اساتذہ کمر اور گردن کی تکلیف میں مبتلا ہوتی ہیں۔میری تحقیق کے مطابق 10 فیصد خواتین اساتذہ میں گردن کا درد، ۲۹ء۵ فیصد میں کمر کا درد ۱۳ء۶ فیصد میں ٹانگوں کا درد اور 49 فیصد میں گردن، کمر اور ٹانگوں تینوں قسم کا درد پایا جاتا ہے۔ان تکلیف میں نہ صرف درد، بلکہ پٹھوں کا کھچاؤ، سوجن اور جوڑوں کا درد بھی شامل ہے، تحقیق کے مطابق خواتین اساتذہ کا گردن جھکا کر کاپیاں چیک کرنا، بلیک بورڈ زیادہ استعمال کرنا، زیادہ دیر تک کھڑے رہنا اور ذہنی دباؤ ان تکلیف کی اہم وجوہات ہیں، جو ان کی زندگی کو بری طرح متاثر کر رہی ہیں۔ان تکلیف کے اثرات نہ صرف جوڑوں، بلکہ خواتین اساتذہ کے پورے جسم پر پڑتے ہیں۔عمر اور وقت کے ساتھ یہ تکلیف بڑھتی چلی جاتی ہیں اور نوبت جسمانی معذوری تک پہنچ سکتی ہے۔اگر جسم پر پڑنے والے اثرات کو زیر غور لایا جائے تو یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ کچھ درد کمر کے مہروں کی خرابیوں سے منسلک بھی ہوتے ہیں، جن میں گردن یا کمر کا درد شامل ہے، جو بڑھتے بڑھتے بازوؤں اور ٹانگوں تک پہنچ جاتا ہے اور جسم سن ہونے لگتا ہے۔اس درد کا بروقت علاج اور احتیاط بہت ضروری ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین اساتذہ کو ان تکلیف کے بارے میں آگاہ کیا جائے، تاکہ وہ ان سے بچ سکیں۔ان بیماریوں کی سب سے بڑی وجہ آج کل کی طرز زندگی ہے۔اس کے علاوہ ورزش کے لیے وقت نہ نکالنا، اساتذہ کے لیے موزوں فرنیچر کا دستیاب نہ ہونا اور معاشی پریشانیاں بھی شامل ہیں، ان بیماریوں سے بچنے کے لیے جو کوشش خواتین اساتذہ خود کر سکتی ہیں، وہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔وہ اپنے لیے وقت نکال کر ان تکلیف کو کم کر سکتی ہیں اور اپنی زندگی کے معیار کو بہتر بنا سکتی ہیں، اسکول کی انتظامیہ خواتین اساتذہ پر کام کا دباؤ زیادہ نہ ڈالے، کیوں کہ وہ ذہنی طور پر جتنی مطمئن ہوں گی، اپنے فرائض اتنی ہی اچھی طرح نبھا سکیں گی، خواتین اساتذہ کے بیٹھنے کے لیے کلاس میں رکھی ہوئی میز کی اونچائی نہ بہت زیادہ ہو اور نہ بہت کم، انھیں چاہیے کہ روزانہ ہلکی پھلکی ورزش اور چہل قدمی کو اپنا معمول بنائیں۔خواتین اساتذہ اپنی غذا کا خیال رکھیں۔غذا میں کیلسیئم کی مقدار بڑھائیں۔وہ دن میں تقریباً دس سے بارہ گلاس پانی ضرور پییں۔اگر خواتین اساتذہ کا کام دیر تک کھڑے ہونے کا ہے تو انھیں چاہیے کہ وہ ہر گھنٹے کے بعد تین چار منٹ کے لیے کرسی پر بیٹھ جائیں اور لمبے سانس لیں۔خواتین اساتذہ کو آرام دہ جوتے پہننے چاہییں، کیوں کہ بغیر ایڑی کے جوتے پاؤں کے درد کا باعث بنتے ہیں۔ جب کہ بہت اونچی ایڑی کے جوتے پہننے سے گھٹنے اور کمر متاثر ہوتے ہیں۔ پٹھوں اور جوڑوں کا درد بڑھاپے کی تکلیف ہیں، مگر بعض اوقات کام کی زیادتی اور بے پروائی کی وجہ سے یہ وقت سے پہلے بھی لاحق ہو سکتے ہیں اور وقت کے ساتھ بڑھ سکتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ صحت سے بھرپور زندگی کے لیے مصروفیات میں سے کچھ وقت نکالا جائے اور بیماری آنے کی صورت میں معالج سے بروقت رجوع کیا جائے، تاکہ تکلیف بڑھنے کے بجائے کم ہو سکیں۔(شبینہ خاتون)

Volume:63/73,Issue:40 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

میرے دکھ درد کا تجھ پراثر ہو کچھ ایسا
میں رہوں بھوکا تو تجھ سے بھی نہ کھایا جائے
(گوپال داس نیرج)

غزہ کی سرزمین سے آپریشن طوفان الاقصیٰ

خورشید عالم داؤد قاسمی

غزہ کی سرزمین پر قابض اسرائیلی ریاست کے خلاف ''آپریشن طوفان الاقصیٰ'' شروع ہو چکا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ آپریشن بلاوجہ شروع ہوا ہے۔ اس کا پس منظر ہے۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی بھی فلسطینی عام مسلمان ''مسجد اقصی'' کی بے حرمتی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس آپریشن کا پس منظر بھی مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی اور فلسطینیوں پر ہورہے ان گنت حملے سے متعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ قابض اسرائیل کے یہودی ایک تہوار مناتے ہیں۔ اس تہوار کو ''عیدالعریش'' کہا جاتا ہے۔ وہ لوگ یہ تہوار سات دنوں تک مناتے ہیں۔ سال رواں میں یہ تہوار یکم اکتوبر 2023 کو شروع ہوا۔ اس کے بہانے تقریباً نو سو یہودی آبادکاروں نے مسجد اقصی پر دھاوا بولا۔ عیدالعریش کے تیسرے دن، تین اکتوبر کو تقریباً ایک ہزار یہودی مسجد اقصی کے صحن میں داخل ہوگئے اور انھوں نے تلمودی رسم ادا کی۔ مسجد اقصی پر یہ دھاوا ''ہیکل'' گروپوں کی اپیل پر کیا گیا۔ اس سال ہیکل کے گروپوں نے اپنے حامیوں سے مسجد اقصیٰ پہنچنے اور ہیکل کی تطہیر کی نماز کے لیے گزشتہ سالوں کی تعداد کا ریکارڈ توڑنے کی اپیل کر رکھی تھی۔ یہودی آبادکاروں کے دھاوے کے دوران، اسرائیلی حکومت نے پولیس کی بھاری نفری، مسجد اقصیٰ کے اطراف میں تعینات کر رکھی تھی۔ مشرقی بیت المقدس کے باہر سے آنے والے فلسطینیوں کے داخلے پر پابندی عائد کردی گئی تھی۔ پولیس مسجد اقصیٰ کے اندر اور باہر فلسطینی مرد وخواتین اور بوڑھے بچے پر حملے کررہی تھی۔ مزید یہ کہ اسی عیدالعریش کے موقع پر، مغربی کنارے کے شہر ''خلیل'' میں واقع ''مسجد ابراہیمی'' کو بھی یہودیوں نے مسلمانوں کے لیے بند کردیا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر یہ امکان ظاہر کیا جارہا تھا کہ فلسطینیوں اور یہودی آبادکاروں کے درمیان کشیدگی بڑھ سکتی ہے۔ چناں چہ فلسطینی اتھارٹی نے خبردار کیا تھا کہ اگر حالات یوں ہی رہیں گے؛ تو مسجد اقصی میں مذہبی جنگ چھڑ سکتی ہے۔ اس ''آپریشن طوفان الاقصیٰ'' کا پس منظر یہی ہے کہ یہودی آبادکار مسجد اقصیٰ میں داخل ہوکر، پولیس کی مدد سے، مسجد کی بے حرمتی کررہے تھے اور پولیس فلسطینیوں کو مسجد اقصیٰ میں داخل نہیں ہونے دے رہی تھی؛ بلکہ ان پر حملہ کررہی تھی۔ مشرق وسطی اور فلسطین کے مسائل سے دلچسپی رکھنے والے قلم کار، تجزیہ نگار اور صحافی اچھی طرح جانتے ہیں کہ سال رواں، یعنی 2023 کے شروع سے، غاصب اسرائیلی حکومت کی افواج نے عام طور پر ''غزہ کی پٹی'' اور خاص طور پر ''مغربی کنارے'' کے فلسطینی شہریوں کو جس طرح اپنے حملے کا نشانہ بنایا، اسے کسی بھی صورت میں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چناں چہ اس آپریشن کا ایک پس منظر یہ بھی ہوسکتا ہے۔

''آپریشن طوفان الاقصیٰ''، سات اکتوبر 2023 کو، تقریباً صبح سات بجے شروع ہوا۔ اس حملے میں صرف دو گھنٹے کے اندر، تقریباً پانچ ہزار راکٹ غزہ کی سرزمین سے قابض اسرائیل کے سرحدی شہروں، یہودی کالونیوں اور صہیونی فوج کے ٹھکانوں پر داغے گئے۔ پھر فلسطینی مزاحمت کار سرحد پر لگی رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے، غزہ سے اسرائیل میں داخل ہوگئے۔ یہ آپریشن فلسطینی مزاحمتی تنظیم حماس کی طرف سے کیا گیا، جو غزہ کی پٹی پر حکومت کرتی ہے۔ حماس کے عسکری بازو: القسام بریگیڈز کے سربراہ محمد الضیف ابوخالد نے اس آپریشن کے شروع ہونے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ آپریشن اسرائیل کی جانب سے مسجد اقصی میں مسلسل اشتعال انگیزی اور فلسطینیوں پر مظالم کے جواب میں ہے۔'' یہ آپریشن تاریخ کا سب سے بڑا حملہ ہے۔ یہ حملہ صرف راکٹ داغنے تک ہی محدود نہیں رہا؛ بلکہ خبر رساں ادارے ''ایسوسی ایٹڈ پریس'' کے مطابق، حماس کے جنگجوؤں نے اسرائیل پر زمین، فضا اور سمندری راستے سے بھی حملہ کیا۔ متعدد فلسطینی مزاحمت کار زمینی اور بحری راستے عبور کرتے ہوئے، اسرائیل کے علاقوں میں داخل ہوگئے۔ کچھ کمانڈو پیراشوٹ سے بھی اسرائیل میں داخل ہوئے اور فائرنگ کرتے ہوئے فوجی اڈے کا رخ کرلیا۔ انھوں نے اسرائیل کی سڑکوں پر فوجیوں سے جھڑپیں شروع کردیں۔ تقریبا تین گھنٹے کے اندر، تین فوجی تنصیبات میں داخل ہوچکے تھے۔ اس آپریشن کے شروع ہونے کے بعد، اسرائیل کے شہروں میں، آئرن ڈوم کو چالو کردیا گیا اور ایک سو ساٹھ سے زائد علاقوں میں سائرن بجنے لگے۔ بہت سے اسرائیلی شہری جان بچانے کے لیے بھاگتے نظر آئے۔ بہت سے اسرائیلی شہریوں کو مزاحمت کاروں نے یرغمال بھی بنایا ہے۔ درجنوں صہیونی فوجیوں کو قیدی بناکر، غزہ منتقل کیا گیا۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ فلسطینیوں کے خلاف کارروائی کے انچارج میجر جنرل نمرود الونی بھی مبینہ طور پر یرغمال بنائے گئے لوگوں میں شامل ہیں۔ حماس کا دعویٰ ہے کہ اس نے ایک سو تیس سے زیادہ اسرائیلی شہریوں کو یرغمال بنا رکھا ہے، جن میں اعلی درجے کے فوجی اہل کار بھی ہیں۔ اسرائیلی شہروں میں متعدد گاڑیاں جلتی دکھائی دے رہی ہیں۔ اسرائیل کے متعدد ٹینک پر حملے کیے گئے اور انھیں جلایا گیا۔ رہائشی عمارتوں کے تباہ ہونے کی بھی خبر ہے۔ اس حملہ نے اسرائیل کو ہلاکر رکھ دیا۔ اس آپریشن کے نتیجے میں، ایک رپورٹ کے مطابق، اب تک ہلاک ہونے والے اسرائیلیوں کی تعداد نو سو پہنچ چکی ہے، جن میں تقریباً 44 افواج بھی شامل ہیں؛ جب کہ پندرہ سو کے قریب اسرائیلی شہری زخمی ہوئے ہیں۔ اس آپریشن نے اسرائیل کے احساس برتری کو خاک میں ملادیا اور یہ واضح کردیا کہ اسرائیل کوئی ناقابل تسخیر نہیں۔ اس آپریشن کے بعد، اسرائیل وزیراعظم بنجامن نتن یاہو نے سکیورٹی ایجنسیوں کے سربراہوں کے ساتھ صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے وزارت دفاع کے ہیڈ کوارٹر روانہ ہوئے۔ وزیر اعظم نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا: ''ہم حالت جنگ میں ہیں۔'' انھوں نے اپنی فوج کو، پہلے ہی دن بھرپور جوابی کارروائی کی ہدایت دی۔ پھر اسرائیلی قابض فوج نے غزہ کی پٹی پر فضائی حملہ شروع کردیا۔ اب تک قابض افواج نے آٹھ سو سے زیادہ جگہوں کو نشانہ بنایا ہے۔ اب تک تقریباً چار بڑے ٹاور تباہ کیے جاچکے ہیں۔ اسرائیلی فوج کے دستوں نے شمالی غزہ کی پٹی میں، انڈونیشیا کے ہسپتال کو بھی نشانہ بنایا۔ غزہ کی وزارت صحت کے مطابق، اسرائیل کے فضائی حملوں میں تقریباً 436 فلسطینی شہید ہوچکے ہیں؛ جب کہ دو ہزار سے زائد زخمی ہیں۔ مورخہ 9/ اکتوبر، آپریشن کا تیسرا دن ہے۔ قابض افواج اور حماس کے مزاحمت کاروں کے درمیان لڑائی جاری ہے۔ اس حملے کے بعد، متعدد ممالک کی طرف بیانات آنے شروع ہوگئے ہیں۔ قطر نے اسرائیل فلسطین کشیدہ صورت حال کی مذمت کرتے ہوئے تمام تر ذمہ داری اسرائیل پر عائد کی ہے۔ قطری وزارت خارجہ کا کہنا ہے کہ حالیہ کشیدہ صورت حال اور تشدد کا ذمہ دار صرف اسرائیل ہے۔ سعودی وزارت خارجہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ فلسطین کی غیر معمولی صورت حال کا جائزہ لے رہے ہیں، فلسطین اسرائیل کشیدگی میں، متعدد محاذوں پر تشدد کے واقعات ہوئے ہیں، فریقین سے تشدد فوری روکنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سعودی وزارت خارجہ کا کہنا ہے کہ سعودی عرب نے پہلے ہی فلسطینیوں کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیوں کے تباہ کن نتائج سے خبردار کردیا تھا۔ ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ حماس کے آپریشن کا طریقہ کار قابضین کے خلاف فلسطینی عوام کے اعتماد کو ظاہر کرتا ہے۔ امریکی انتظامیہ کے ایک سینئر عہدیدار نے ایک کانفرنس کے دوران کہا: ''ہم اس نازک وقت میں اسرائیل کو قریبی، گہری خفیہ معلومات مشترک کرنے سمیت مدد فراہم کرنا جاری رکھیں گے۔''

ہمارے وطن عزیز کے موجودہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے اسرائیل پر اس حالیہ حملے پر کہا: "اسرائیل میں دہشت گردانہ حملوں کی خبر سے گہرا صدمہ پہونچا ہے۔ ہماری ہمدردیاں اور دعائیں بے قصور متاثرین اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ ہیں، ہم اس مشکل وقت میں اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہیں۔'' اس مناسبت سے بابائے قوم مہاتما گاندھی جی نے فلسطین اور اسرائیل کے حوالے سے جو کچھ کہا، اسے نقل کرنا نہیں چاہتا؛ کیوں کہ وہ تاریخ کا حصہ ہے اور سب لوگ جانتے ہیں۔ اس موقع سے ہم سابق وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی جی کی وہ بات نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں، جو انھوں نے فلسطین اور اسرائیل کے حوالے سے کہی تھی۔ انھوں نے کہا تھا: ''مشرق وسطیٰ کے حوالے سے صورت حال واضح ہے کہ اسرائیل کو عرب کی سرزمین خالی کرنی پڑے گی جس پر وہ قابض ہے۔'' اس آپریشن کے بعد، کچھ لوگوں نے چیخنا شروع کردیا، انسانیت کا حوالہ دینا شروع کردیا اور بے قصور شہریوں پر حملے کو ناجائز قرار دیا۔ مگر وہ بھول گئے کہ اسرائیلی دہشت گردوں نے پچھلے 75 سالوں میں، لاکھوں فلسطینی بچے، بوڑھے اور مرد وخواتین کو شہید کیا اور ان کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ جس غزہ کے مزاحمت کاروں نے یہ کارروائی انجام دی ہے، اس غزہ کو اسرائیل حکومت نے کئی سالوں سے غیر قانونی طور پر، اپنے محاصرہ میں لے رکھا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے، وہاں کے شہری دوائیں اور بنیادی ضروری اشیا سے بھی محروم ہیں۔ کیا غزہ کے شہری انسان نہیں ہیں؟ کیا ان کے کچھ حقوق نہیں ہیں؟

کیا دنیا ان کے حالات اور مشکلات ومسائل سے واقف نہیں ہے؟ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسرائیل اور فلسطین کے درمیان جو بھی امن معاہدہ ہوا، اسرائیل نے کبھی اس کی پاسداری نہیں کی۔ ہمیشہ فلسطینیوں کا خون بہتا رہا۔ اب فلسطینیوں کو یقین ہوچکا ہے کہ عالمی طاقتیں ان کے مسائل کے حل پر توجہ نہیں دے رہی ہیں۔ فلسطینیوں کو محسوس ہورہا کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہورہا ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا! پھر وہ اپنے وطن کی آزادی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کررہے ہیں۔ جو کچھ فلسطینی کررہے ہیں، یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے؛ بلکہ تاریخ میں ایسے متعدد واقعات ہیں کہ اپنے وطن کی آزادی کے لیے، دنیا کے متعدد ممالک کے باعزت شہریوں نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ اب اسرائیل نے ردعمل شروع کردیا ہے اور غزہ میں آباد مسلم بچوں کو نشانہ بنانا شروع کردیا، یہی وقت مسلم ممالک اپنی اجتماعی قوت کو متحد کرکے فلسطینیوں کی حمایت میں میدان عمل میں آئے۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب**)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421
Scanned with CamScanner